عظمتِ والدین

مؤلف

حجۃ الاسلام مولانا محمد حجت صاحب قبلہ

موبائل:9935088215

ناشر

ادارۂ اصلاح

مسجد دیوان ناصر علی مرتضیٰ حسین روڈ لکھنؤ۔ ۲۲۶۰۰۳ (انڈیا)

فون وفیکس:0091 522 4477872

E-mail:islah_lucknow@yahoo.co.in

www.islah.in

مشخصات

نام کتاب	:	عظمتِ والدین
مؤلف	:	الحاج مولانا محمد حجت صاحب قبلہ قمی
صفحات	:	۸۸
سنہ طباعت	:	مئی ۲۰۱۸ء
کمپوزنگ	:	انتظار مہدی (عدنان) Mob.9554051456
کورڈزائن	:	وصی اختر معروفی
مطبوعہ	:	امپریشن آفسیٹ پریس، لکھنؤ
تعداد	:	ایک ہزار
قیمت	:	35روپیہ
ناشر	:	ادارۂ اصلاح، لکھنؤ

ISBN : 978-93-87479-08-1

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

عرض ناشر

اَلْحَمْدُ لِاَهْلِهٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی اَهْلِهَا

''عظمت والدین'' ایک ایسا عالمی موضوع ہے کہ جس سے چشم پوشی نہیں کی جاسکتی۔اسلامی اخلاقی تعلیمات سے ناواقفیت اور مغربی تہذیب کی یلغار نے معاشرہ کا مزاج ہی بدل دیا ہے۔دینی ضرورت نہیں بلکہ اپنی دانست میں اپنی بالغ نظری کالوہامنوانے کے لئے مسلم لڑکےلڑکیوں کا اپنے والدین کے سلسلے میں انداز باغیانہ نظر آتاہےقارئین اپنے گردوپیش میں اس حقیقت کا مشاہدہ آئے دن کرتے ہوں گے۔

اس صورت حال کو حجۃ الاسلام والمسلمین عزیزی مولانا محمد حجت صاحب قبلہ نے بہت دردمندی کے ساتھ جائزہ لیااورنتیجہ میں ''عظمت والدین'' جیسی قیمتی کتاب منظر عام پرآگئی ۔زیارات معصومین علیہم السلام کے موضوع پرانہیں متخصص ہونے کا شرف توحاصل ہی ہے اس ضمن میں ان کی کئی کتابیں منظرعام پرآکرمقبولیت کی سند حاصل کرچکی ہیں۔ساتھ میں تعلیمات اخلاق اسلامی کے موضوع پربھی ان کی تقریروں اورتحریروں میں بہت کچھ ملتاہے۔

والدین کے چالیسویں کی مجلسوں میں ''عظمت والدین'' کے موضوع پر ان کے بیانات کو بہت قدر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔یہی معاملہ ان کی تحریروں کا بھی ہے۔یہ کتاب بہت پہلے شائع ہوئی تھی لیکن آیات وروایات وواقعات کے اضافہ نے اس میں مزید چار چاند لگا دیئے ہیں۔جدید نسل کو اس میں بہت سے مطالب ایسے ملیں گے جو والدین کے سلسلہ میں ان کی روش میں حیرت ناک تبدیلی لائیں گے۔ویسے ہر سن وسال کے افراد کے لئے ان کی یہ سعی ممدوح ومفید ہے۔ادارۂ اصلاح اس عزم کے ساتھ اس کی اشاعت کر رہا ہے کہ ایسے نشریات کے سہارے ہمیں ایسا معاشرہ ملے گا جو تعلیمات قرآن وحدیث وسیرت معصومینؑ کی دولت سے مالا مال ہوگا۔

انشاءاللہ

محتاج دعا

سید محمد جابر جوراسی

مسئول ادارۂ اصلاح لکھنؤ

۱۰؍ربیع الآخر ۱۴۳۹ھ۔۷۹ ۱۳ شہادت حسینی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

حجۃ الاسلام مولانا سید صفدر حسین صاحب قبلہ

سربراہ جامعۂ امام جعفر صادقؑ جونپور

نظم ونثر تحریر وتقریر کے لئے عنوان کا انتخاب سبھی کرتے ہیں ادبی اور مذہبی دنیا میں بہت سے عنوان دیکھنے اور پڑھنے اور سننے کو ملتے ہیں کتب خانے لائبریریاں اپنے اندر صدہا ہزار مضامین پر مشتمل کتابوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں لیکن ان آنکھوں نے بہت سی کتابوں کو مرور زمانہ کے ساتھ نذر دریا ہوتے ہوئے دیکھا ہے کتب ومقالات کی اپنے مکمل اثرات کے ساتھ بقاء، مصنف مؤلف محقق کی دیانت اور خلوص نیت پر منحصر ہے زیر نظر کتاب برادر عزیز مولانا محمد حجت صاحب قبلہ نے تحریر کی ہے ایسا لگتا ہے کہ موصوف ایک مخلص طبیب روحانی کی طرح موجودہ زمانہ کے معاشرے کی

نبض کو پہچانتے ہوں جس پر خود اس کتاب کا موضوع عظمت والدین کا انتخاب گواہ ہے۔

خلاف فطرت اور روحانیت ومعنویت سے عاری مغربی تمدن و کلچر تیز مسموم آندھی نے ہمارے اسلامی معاشرے سے جہاں بہت سے فطرت کے مطابق اقدار وروایات کو ہم سے چھین لیا ہے۔ وہیں والدین کی عظمت کے احساس پر بھی کافی ضرب لگی ہے اور والدین کی عزت وتکریم سے اولاد دور ہوتی جارہی ہے ایسے حالات میں اس طرح کی کتابیں خطرناک امراض سے بچالینے والی دوا سے کم نہیں ہیں۔

ممکن ہے اپنے علمی کمال کا رعب اور سکہ جمانے کے خیال سے ضخیم ترین اور سینکڑوں جلد لکھی جانے والی کتابیں متملقین سے ستائش حاصل کرلیں لیکن بارگاہ الٰہی میں مقبول نہ ہوں لیکن اصلاح معاشرہ کی غرض اور علم وعمل کے ذریعہ تزکیہ نفس کے لئے تحریر کیا جانے والا ایک جملہ ایک صفحہ اپنی دینی وشرعی ذمہ داری کی ادائیگی کے احساس اور تصور کے ساتھ عند اللہ مقبول و باعث نجات ہو۔

رب کریم اخلاص نیت کی توفیق اور والدین کی عزت وعظمت اور ان کی ربوبیت کی معرفت عطا فرما تا کہ ہم تیرے وجود کی معرفت سے کچھ حاصل کرسکیں۔

سید صفدر حسین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

مقدمہ کتاب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلْحَمْدُ لِاَهْلِهٖ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی اَهْلِهَا اَمَّا بَعْدُ

اس کریم کا شکر ہے جس نے کثرت گناہ کے باوجود ہمیں اپنے بے حساب کرم سے محروم نہیں کیا، نزول نعمت پر ناشکری ہماری عادت رہی پر اس نے اپنی صفتِ عطا نہ بدلی۔ ہم دعاؤں سے غافل رہے مگر اس کی رحمت قبولیت دعا کیلئے ہمیشہ آمادہ رہی، ہم خدا کے عاصی و گنہگار بندے جتنا بھی چاہیں اس کا شکر ادا کریں مگر حق شکر ادا کرنے سے قاصر ہی رہیں گے۔ ہمیں اپنے اشرف مخلوق ہونے پر فخر ہے کاش ہم اپنی فکر کے دریچوں کو کھولتے اور اس محسن حقیقی کے لطف وکرم، فضل واحسان کا اندازہ لگاتے۔ وجود جیسی عظیم نعمت اور اس کیلئے وہ مناسب ومنظم اہتمام کہ عقل بشر محو حیرت ہے۔ سب سے پہلے عالم ارواح میں رکھا پھر بترتیب اصلاب میں منتقل کیا پھر انسان کے جوہر حیات کو صلب پدر میں رکھا، رحم مادر کو اس کا صدف بنایا، پھر ایک مخصوص وقت پر اپنی قدرت کا شاہکار بنا کر اس کائنات میں بھیجا، ماں کے دل میں دریائے محبت رواں کیا، اس کے خون جگر کو شیر بنا کر اس کی غذا بنائی، ماں کو بے زبان اور بے شعور بچے کی زبان سمجھنے کا شعور بخشا، باپ کے دل کو بیٹے کیلئے موم بنایا، ماں نے اپنے اس نازک سے پودے کو اپنے خون جگر سے

سینچا تو باپ نے اپنی توانائیوں سے ہر چھوٹے بڑے حادثہ کا مقابلہ کر کے اسے بچایا ، یہاں تک کہ ماں کی محبت اور باپ کی شفقت کے زیر سایہ پلنے والا یہ ننھا منا بچہ بلوغ کی حدوں کو چھونے لگا دست و بازو میں قوت آ گئی ، عقل بھی نسبتاً پختہ ہوگئی ، کچھ شعور بھی بیدار ہوا، فکر میں بھی وسعت پیدا ہوئی تو اب حق ہے کہ وہ اپنے وجود میں آنے کی ترکیب کی حکمتوں پر غور کرے اور اس خالق کی عطا کردہ اسباب تربیت کو دیکھے اور اپنے اس خالق کو پہچانے جو سب سے بڑا محسن ہے اور اس کے فرمان کے مطابق اپنے دل میں اپنے والدین کی عظمت کا احساس پیدا کرے۔

مگر اس زہر آلود معاشرے میں اور اس مکدر فضا میں جہاں رشتوں کے فطری تقدس اور تقاضوں کو پیروں تلے روندا جا رہا ہے بھلا اس طرح کا احساس کیسے پیدا ہو۔

شعور جاگے تو کیسے؟

ظاہر ہے یہ علم کا زمانہ ہے علم کی روشنی میں ہر چیز اپنے واقعی خدوخال کے ساتھ انسان کے سامنے آجاتی ہے لہٰذا اس احساس کو جگانے کیلئے بھی علم ہی کا سہارا لینا چاہئے اسی لئے مذہب اسلام نے حصول علم پر زور دیا ہے اور پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متفق علیہ حدیث ہے۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ[1] ۔

۱۔ بحار الانوار جلد ۱ صفحہ ۱۷۷

اور بعض حدیث میں مُسْلِمَةٍ بھی ہے یعنی علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے یہ حدیث اعلان کر رہی ہے کہ حقیقی معرفت علم ہی کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے مگر افسوس اس دور میں ہم علوم آل محمدؑ سے کوسوں دور ہو گئے ہیں ۔ ہماری زندگیوں پر مغربی تہذیب وتمدن کا عفریت پوری طرح چھایا ہوا ہے جس نے ہمیں سیرت آل محمدؑ سے بالکل دور کر دیا ہے ہمارے معاشرتی حالات روز بروز بد سے بدتر ہوتے جارہے ہیں ہمارا اسلامی وقار وشعار ختم ہوتا جارہا ہے اگر ہمارا یہی حال رہا اور ہم اسلامی تعلیم سے اسی طرح غفلت برتتے رہے تو آج ہمارے گھروں میں جو بھی رہی سہی اسلامی تہذیب ہے اس کا بھی جنازہ نکل جائے گا اور ہم اپنی شناخت مکمل طور پر کھو دیں گے لہٰذا اس دور میں ہمارا فریضہ ہے کہ ہم اخلاق اسلامی کی بھرپور رعایت کریں ہم اپنے بچوں کیلئے عملی نمونہ بنیں ان کے حقوق کی بھرپور رعایت کریں، ان کی تعلیم وتربیت پر توجہ دیں اور ان کو کم سے کم اتنی اسلامی تعلیم ضرور دلائیں کہ ان کے دلوں میں خوف خدا اور والدین کی عظمت کا احساس پیدا ہو جائے اور وہ اپنے فرائض کو سمجھنے لگیں اور اسی کے ساتھ ساتھ ان کے نیک اور صالح ہونے کیلئے رب کریم سے برابر دعا کریں اور کہیں

اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ [۱] ۔

پروردگار مجھے صالح اولاد عطا فرما اور کہیں ۔

۱۔ سورۂ احقاف آیت ۱۵۔

رَبِّ اجْعَلْنِی مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِی[1]

میرے پروردگار مجھے اور میری اولاد کو نماز گذار قرار دے اور یہ یاد رکھیں کہ اس اہم منزل میں توفیق الٰہی کا بھی مکمل دخل ہے ورنہ اچھے ماحول اور اسلامی تعلیم کے باوجود بھی اولاد بے راہ رو ہوسکتی ہے جیسا کہ مولائے کائنات حضرت علیؑ کی اس حدیث مبارکہ سے ظاہر ہے۔

مَنْ لَمْ یُمِدُّہُ التَّوْفِیْقُ لَمْ یُنِبْ اِلَی الْحَقِّ[2]۔

توفیق جس کی مدد نہ کرے وہ حق کی طرف نہیں آسکتا یہی وجہ ہے کہ رہبران دین نے اپنی دعاؤں میں توفیق الٰہی کی دعا کرکے ہمیں بھی توفیق الٰہی کے حصول کی دعا کرنے کی جانب متوجہ کیا ہے چنانچہ امام زمانہؑ کی دعا میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا تَوْفِیْقَ الطَّاعَۃِ وَبُعْدَ الْمَعْصِیَۃِ[3]۔

اے اللہ ہمیں گناہوں سے دوری اور اطاعت کی توفیق عنایت فرما۔

اب اگر اس معبود کی توفیق ہمارے شامل حال رہی تب ہمارے نونہال اسلامی تہذیب کے مالک، مذہبی جذبہ کے حامل، اور ماں باپ کے سچے مطیع وفرمانبردار ہوں گے۔

عصر حاضر کے تقاضہ کے پیش نظر میں نے عظمت والدین کے سلسلے میں یہ

۱سورۂ ابراہیم آیت ۴۰۔

۲۔تجلیات حکمت صفحہ ۹۶

۳۔مفاتیح الجنان صفحہ ۲۱۴۔

کتاب لکھنے کی کوشش کی ہے تا کہ اسے پڑھ کر لوگوں کے دلوں میں ماں باپ کی عظمت کا احساس پیدا ہو اور وہ دل سے ماں باپ کے قدرداں بن کے اپنے خالق کے بھی مخلص و سچے بندے بن جائیں اور ساتھ ہی ساتھ اپنے اس باپ کے بھی اطاعت گذار اور سچے قدرداں بن جائیں جن کی عظمت ہمارے جسمانی باپ سے کہیں زیادہ ہے اور وہ روحانی باپ نبی و علیؑ ہیں جیسا کہ ہمارے رسول حضرت محمد مصطفیؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔

اَنَا وَعَلِيٌّ اَبَوَا هٰذِهِ الْاُمَّةِ [۱]۔

میں اور علی دونوں اس امت کے باپ ہیں۔

مجھے امید ہے کہ قارئین کرام ان مفید مطالب کو پڑھ کر ضرور سبق لیں گے اور اپنے ماں باپ کیلئے مفید سے مفید تر بن کے ان کے ثواب کا ذریعہ بن جائیں گے اور اپنی ذات کو دنیا و آخرت کے عظیم اجر کا مستحق بنا لیں گے۔

بارگاہ حنان و منان میں دعا ہے کہ وہ اس گنہگار کی اس ناچیز کوشش کو قبول فرمائے اور اپنے کرم سے اس میں وہ تاثیر پیدا کر دے کہ پڑھنے والے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں میں اس سلسلے میں اپنے کرم فرما خطیب قادر مولانا محمد جابر صاحب قبلہ مدیر اصلاح لکھنؤ و حجۃ الاسلام مولانا سید صفدر حسین صاحب قبلہ سربراہ مدرسہ امام جعفر صادقؑ جونپور و محترم مولانا محمد محسن صاحب قبلہ پرنسپل وثیقہ عربی کالج فیض آباد کا بے حد شکر

۱۔ عیون اخبار رضا جلد ۲ صفحہ ۱۶۲

گذار ہوں جن کے مشورے اور رہنمائی نے مجھے حوصلہ بخشا، میں گرامی قدر جناب سید محمد مہدی باقری صاحب کا بھی ممنون ہوں اشاعت کتب میں جن کی کوششیں بھلائی نہیں جاسکتیں دعا ہے منبع فیض وکرم اپنے فیض وکرم سے انھیں محروم نہ کرے آمین۔

محمد حجت

۱۴؍جمادی الاخریٰ ۱۴۳۶

مطابق؍ ۲۴مارچ ۲۰۱۶ء بروز پنجشنبہ

والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کا حکم

خدا وند عالم نے قرآن مجید میں اپنی عبادت کے حکم کے ساتھ ہی بغیر کسی فاصلہ کے فوراًوالدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا تاکیدی حکم دیا ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ والدین کی خوشنودی کے بغیر خدا کی خوشنودی حاصل کرنا ممکن نہیں درحقیقت خدا کی خوشنودی کا راز اطاعت والدین میں چھپا ہے آیات قرآنی ملاحظہ کریں۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَاناً وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوا لِلنَّاسِ حُسْناً[1]۔

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے (جو تمہارے بزرگ تھے) عہد و پیمان لیا تھا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرنا قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور لوگوں سے اچھی باتیں کرنا

وَاعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئاً وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَاناً[2]۔

خداہی کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرو

۱۔ سورۂ بقرہ آیت ۸۳

۲۔ سورۂ نساء آیت ۳۶

اَلَّا تُشْرِکُوا بِهٖ شَیْئاً وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَاناً[۱]

کسی چیز کو خدا کا شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَاناً اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْ هُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلاً كَرِیْمًا ٭ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْراً[۲]

اور تمہارے پروردگار نے تو حکم ہی دیا ہے کہ اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا اگر ان میں سے ایک یا دونوں تیرے سامنے بوڑھے ہو جائیں (اور کسی بات پر خفا ہوں) تو خبر دار ان کے جواب میں اف تک نہ کہنا ان کو جھڑکنا نہیں (اور کچھ کہنا سننا ہو) تو بہت ادب سے کہا کرو۔ اور ان کے سامنے خاکساری سے اپنے شانوں کو جھکائے رکھو اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے میرے پالنے والے جس طرح ان دونوں نے میرے بچپنے میں میری پرورش کی ہے تو بھی ان پر رحم فرما۔

وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْناً وَ اِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ[۳]۔

۱۔ سورۂ انعام آیت ۱۵۱

۲۔ سورۂ بنی اسرائیل آیت ۲۳۔ ۲۴

۳۔ سورۂ عنکبوت آیت ۸

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا ہے اور (یہ بھی کہ) اگر تجھے تیرے ماں باپ اس بات پر مجبور کریں کہ ایسی چیز کو میرا شریک بنا جن (کے شریک ہونے) کا تجھے علم تک نہیں تو ان کا کہا نہ ماننا تم سب کو (آخر ایک دن) میری طرف لوٹ کر آنا ہے میں جو کچھ تم لوگ (دنیا میں) کرتے تھے بتا دوں گا۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْناً عَلَىٰ وَهْنٍ وَّفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ [1]

اور ہم انسان کو جسے اس کی ماں نے دکھ پر دکھ سہہ کے پیٹ میں رکھا اور (اس کے علاوہ) دو برس میں (جا کے) اس کی دودھ بڑھائی کی (اپنے اور) اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید کی کہ میرا بھی شکریہ ادا کرو اور اپنے والدین کا (بھی اور آخر سب کو) میری طرف لوٹ کر آنا ہے

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَاناً حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهاً وَّوَضَعَتْهُ كُرْهاً وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْراً [2]۔

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا (کیونکہ) اس کی ماں نے رنج ہی کی حالت میں اس کو پیٹ میں رکھا اور رنج ہی سے اس کو جنا اور اس کا پیٹ میں رہنا اور اس کو دودھ بڑھائی کی (پوری مدت) تیس مہینے ہوئے ۔

۱۔ سورۂ لقمان آیت ۱۴

۲۔ سورۂ احقاف آیت ۱۵

اطاعت والدین کا مفہوم

عربی زبان میں اطاعت کے معنیٰ ہیں حکم ماننا اس کا تعلق براہ راست اللہ سے ہے، اطاعت خواہ رسولؐ کی ہو یا حضرات معصومینؑ کی یا والدین کی وہ درحقیقت اللہ ہی کی اطاعت ہے البتہ لفظ اطاعت جو والدین کے ساتھ استعمال ہوا ہے اس کے معنیٰ حسن سلوک کے ہیں جیسا کہ قرآن کی آیتوں سے ثابت ہے۔ چونکہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم خدا ہی نے دیا ہے لہٰذا ان کے حقوق کی رعایت درحقیقت خدا ہی کے حکم پر عمل کرنا ہے یہ سوچنا کہ خدا کی اطاعت اور والدین کی اطاعت یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں درست نہیں ہے بلکہ یہ دونوں ہی چیزیں ایک ہیں چنانچہ اگر والدین اپنی اولاد کو ان امور کو بجالانے کا حکم دیں جو خوشنودیٔ خدا کے خلاف ہو تو ان کی اطاعت کرنا حرام ہے کیونکہ اصل مقصد خوشنودیٔ خدا ہے خواہ یہ خوشنودیٔ پروردگار اطاعت رسولؐ کے ذریعہ حاصل ہو یا اطاعت والدین سے، عبادت دونوں ہی عمل ہیں کچھ واجب ہیں کچھ مستحب۔

جس عمل کے ترک کرنے پر عذاب ہو اسے واجب کہتے ہیں اور جس عمل کے ترک کرنے پر عذاب نہ ہو اسے مستحب کہتے ہیں اب اگر دو ایسی عبادتیں آپس میں ٹکرا جائیں تو ہر صاحب عقل یہی کہے گا کہ اس عبادت کو مقدم کیا جائے جس کے ترک کرنے میں عذاب ہو اور اس عبادت کو ترک کر دیا جائے جس کے ترک کرنے میں عذاب نہیں ہے۔

والدین کے ساتھ خدا کی جانب سے فرض کیا گیا حسن سلوک جو خوشنودئ خدا کے خلاف نہ ہو وہ واجب ہے لہٰذا اس کی اہمیت کے پیش نظر فعل مستحب پر اس واجب کو فوقیت دی جائے گی جیسا کہ امام حسنؑ نے اپنی ایک حدیث میں ارشاد فرمایا۔

اِذَا اَضَرَّتِ النَّوَافِلُ بِالْفَرِيْضَةِ فَارْفُضُوْهَا[۱]۔

جب مستحبات ادائے واجبات پر اثر انداز ہوں تو ان کو چھوڑ دو۔

اسی لئے شہیدؒ اوّل جناب شیخ شمس الدین محمد بن مکی بن محمد بن حامد عاملیؒ نے فرمایا۔:

لَوْ دَعَوَاهُ اِلىٰ فِعْلٍ وَقَدْ حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيَتَاَخَّرِ الصَّلٰوةَ وَلِيُطِيْعَهُمَا[۲]۔

اگر نماز کا وقت آجائے اور والدین اپنے بیٹے کو کسی کام کے بجالانے کا حکم دیں تو اطاعت والدین کو مقدم سمجھتے ہوئے اسے چاہئے کہ وہ کام بجالائے چونکہ اول وقت میں نماز پڑھنا مستحب ہے اور اطاعت والدین واجب ہے اور اولاد کے سفر کے سلسلے میں فرماتے ہیں: تَحْرِيْمُ السَّفَرِ الْمُبَاحِ بِغَيْرِ اِذْنِهِمَا وَ كَذَا الْمَنْدُوْبُ الخ

مباح اور مستحب سفر والدین کی اجازت کے بغیر حرام ہے اس مختصر سی تمہید میں اطاعت والدین کے حدود کو قرآن و احادیث کی روشنی میں بخوبی درک کیا جا سکتا ہے یعنی ذات الٰہی تمام اطاعتوں کی مرکز ہے اسی اللہ کے حکم کی بجا آوری کے ضمن میں والدین کی فرمانبرداری واجب اور مطلوب پروردگار ہے۔

۱۔ بحارالانوار جلد ۷۸ صفحہ ۱۰۹

۲۔ شہید اوّل قواعد صفحہ ۲۱۲

اطاعت والدین کے حدود

ماں باپ کی اطاعت واجب ہے مگر کس حد تک اس کے حدود ہیں۔ ظاہر ہے ماں باپ کا اپنی اولاد کو کسی کام کا حکم دینا یا کسی کام سے روکنا خدا کے حکم دینے اور منع کرنے کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا جیسا کہ قرآنی آیات اور معصومینؑ کے فرمودات سے ظاہر ہے یہ آیت ملاحظہ فرمائیں۔

وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا[1]۔

اگر تیرے ماں باپ تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو ایسی چیز کو میرا شریک بنا جس کے شریک ہونے کا تجھے علم نہیں ہے تو ان کا کہنا نہ مان۔

اور پیغمبر اسلامؐ نے ارشاد فرمایا کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنا لازم ہے چاہے وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں۔ ہاں اگر خدا کی نافرمانی ہو رہی ہو تو ان کی اطاعت نہیں کرنی چاہئے نہ ہی کسی اور کی۔

اور مولائے کائنات نے ارشاد فرمایا۔

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ[2]۔

۱۔ سورۂ عنکبوت آیت ۸

۲۔ نہج البلاغہ حکمت نمبر ۱۵۶

ایسے کاموں میں کسی مخلوق کی اطاعت کا حکم نہیں ہے جس میں خالق کی نافرمانی ہو، اس بنا پر اگر والدین اپنی اولاد کو واجبات کی ادائیگی سے روکیں تو اس سلسلے میں ان کی اطاعت کرنا حرام ہے کیونکہ اس سے خدا کے حکم کی نافرمانی ہوگی جیسے اولاد پر نماز پڑھنا واجب ہے اور والدین کہیں کہ نماز نہ پڑھو یا روزہ رکھنا واجب ہے اور کوئی عذر شرعی بھی نہ ہو اور والدین کہیں کہ روزہ نہ رکھو، تو اولاد پر والدین کی اطاعت واجب نہیں ہے، اس لئے کہ اس اطاعت میں سراسر خدا کی نافرمانی ہے ہاں واجبات کے علاوہ مستحبات، مباحات، مکروہات، کے بجالانے میں اولاد کو چاہئے کہ وہ اپنے والدین کی خوشنودی کو پیش نگاہ رکھے اس سلسلے میں اگر اولاد کوئی ایسا عمل انجام دے جو ان کی ناراضگی یا اذیت کا سبب ہو تو ان کی مخالفت کرنا حرام ہے ۔

جیسے اگر اولاد سفر میں جانا چاہے اور وہ سفر واجب نہیں ہے اور ماں باپ جانی یا مالی نقصان کے سبب یا شدید محبت کی بنا پر بیٹے کی جدائی ان کیلئے ناگوار ہو اور وہ سفر سے روکیں اور بیٹا ماں باپ کے حکم کی مخالفت کرتا ہوا سفر میں چلا جائے تو وہ سفر معصیت و گناہ ہوگا صادق آل محمدؑ نے بھی اپنی ایک حدیث میں اطاعت والدین کے حدود بتائے ہیں ۔

چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا معرفت پروردگار کی بہترین دلیل ہے اس لئے کہ کسی عبادت کے ذریعہ بندہ اتنی جلد خدا کی خوشنودی حاصل نہیں کرسکتا جتنی جلد مسلمان ماں باپ کی تعظیم و تکریم سے خوشنودئ خدا حاصل کرسکتا ہے ۔اس لئے کہ والدین کا حق خدائے تعالیٰ کے حق سے بہت قریب ہے بشرطیکہ ماں

باپ دونوں دیندار ہوں اور اپنی اولاد کو اطاعت خدا سے روکتے نہ ہوں اسے اسکی نافرمانی کا مرتکب نہ بناتے ہوں، راہ یقین سے ہٹا کر انہیں شک میں مبتلا نہ کرتے ہوں ،دین سے ہٹا کر انھیں دنیا کی طرف متوجہ نہ کرتے ہوں، اگر وہ دونوں مذکورہ باتوں کے خلاف کرتے ہوں یعنی خدا کی اطاعت سے اپنی اولاد کو روکتے ہوں اور اس کے یقین کو شک میں بدلتے ہوں دین سے ہٹا کر اسے دنیا کی طرف راغب کرتے ہوں تو ایسے ماں باپ کی مخالفت کرنا خدا کی اطاعت ہے اور ان کی اطاعت کرنا خدا کی نافرمانی ہے البتہ اس دنیا کی چندروزہ زندگی میں تم ان کے ساتھ نیکی کرتے رہو جیسا کہ خداوند عالم کا ارشاد ہے۔

وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفاً [1]۔

اور دنیا میں ان دونوں کے ساتھ اچھے سلوک کرتے رہو اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ اور جو تمہیں وہ تکلیف دیں اسے خندہ پیشانی کے ساتھ اس طرح برداشت کرتے رہو جس طرح انہوں نے بچپن میں تمہاری پرورش کرنے میں تکلیفیں برداشت کی تھیں اور کھانے پینے میں جتنی وسعتیں خدا نے تمہیں دے رکھی ہوں اس کے مطابق ان کی خدمت میں کوتاہی نہ کرو، ناراض ہو کر ان سے منھ نہ پھیرو نہ ہی ان کی آواز پر اپنی آواز بلند کرو۔

کیونکہ ان کی تعظیم کا حکم خدا نے دیا ہے اور جب ان سے کوئی بات کہو تو اچھے اور نرم لب ولہجہ سے کہو اس لئے کہ خدا نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

۱۔ سورۂ لقمان آیت ۱۵

والدین کے حقوق معصومؑ کی زبانی

ماں کا حق

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ماں کی بے لوث قربانیوں کو پیش کرتے ہوئے اولاد کو اس کے حق کی جانب متوجہ کرتے ہیں۔

فَحَقُّ اُمِّكَ فَأَنْ تَعْلَمَ أَنَّهَا حَمَلَتْكَ حَيْثُ لا يَحْمِلُ اَحَدٌ اَحَداً وَاَطْعَمَتْكَ مِنْ ثَمَرَةِ قَلْبِهَا مَالايُطْعِمُ اَحَدٌ اَحَداً، وَاَنَّهَا وَقَتْكَ بِسَمْعِهَا وَ بَصَرِهَا وَيَدِهَا وَرِجْلِهَا وَشَعْرِهَا وَبَشَرِهَا وَجَمِيْعِ جَوَارِحِهَا مُسْتَبْشِرَةً بِذٰلِكَ فَرِحَةً مُوَابِلَةً، مُحْتَمِلَةً لِمَا فِيْهِ مَكْرُوْهُهَا وَاَلَمُهَا وَثِقْلُهَا وَغَمُّهَا حَتّٰى دَفَعَتْهَا عَنْكَ يَدُالْقُدْرَةِ وَاَخْرَجَتْكَ اِلَى الأَرْضِ فَرَضِيَتْ أَنْ تَشْبَعَ وَتَجُوعَ هِيَ، وَتَكْسُوْكَ وَتَعْرَى، وَتُرْوِيَكَ وَتَظْمَأَ، وَتُظِلَّكَ وَتَضْحَى، وَتُنَعِّمَكَ بِبُؤْسِهَا، وَتُلَذِّذَكَ بِالنَّوْمِ بِأَرَقِهَا، وَكَانَ بَطْنُهَا لَكَ وِعَاءً، وَحِجْرُهَا لَكَ حِوَاءً، وَثَدْيُهَا لَكَ سِقَاءً، وَنَفْسُهَا لَكَ وِقَاءً، تُبَاشِرَ حَرَّالدُّنْيَا وَبَرْدِهَا لَكَ وَدُوْنَكَ، فَتَشْكُرَهَا عَلَى قَدْرِ ذٰلِكَ وَلَا تَقْدِرُ عَلَيْهِ اِلَّا بِعَوْنِ اللهِ وَتَوْفِيْقِهِ[1]۔

۱۔ رسالۃ الحقوق

تمہاری ماں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم یہ جان لو کہ وہ تمہیں (۹ مہینہ) اپنے رحم میں ایسے اٹھائے رہتی ہے جس طرح کوئی کسی کو نہیں اٹھا سکتا اس نے اپنے خون دل (شیر) کو بطور غذا تمہیں اس طرح دیا جس طرح کوئی کسی کو نہیں دے سکتا اس نے اپنے کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں، بال، جلد (بلکہ) اپنے تمام اعضاء وجوارح سے تمہاری بھرپور حفاظت کی اور ہمیشہ خوش وخرم رہی اور (حمل کے دوران) پیش آنے والے دکھ درد اور رنج وغم کی تمام تکلیفوں اور مشکلوں کو (تیرے وجود کی خاطر) برداشت کیا یہاں تک کہ دست قدرت نے اسے (تیرے وجود) کے وزن سے آزاد کر دیا (اور شکم کی اس دنیا سے) نکال کر دنیا میں لا دیا اس نے تمہاری پرورش کرنے میں اس بات کو پسند کیا کہ وہ تمہیں شکم سیر رکھے اور خود بھوکی رہے وہ تجھے اچھے سے اچھا لباس پہنائے اور خود معمولی لباس میں رہے تجھے سایہ میں رکھے خود دھوپ کی تکلیف برداشت کرلے (وہ) اپنی غربت میں بھی تجھے ناز ونعمت سے پالتی ہے، خود جاگ کر تجھے سلاتی ہے، اس کا رحم تیرا مسکن، اس کی آغوش تیرا گھوارہ، اس کے پستان تیری سیرابی کا سرچشمہ، اس کی ذات تیری حفاظت کا (مکمل) ذریعہ، وہ دنیا کی سردی اور گرمی کو (تیرے آرام کے لئے) خود سہہ لیتی ہے تمہاری ماں نے تمہارے لئے جو زحمتیں اٹھائی ہیں ان کے عوض (اب) تم اس کا شکریہ ادا کرو مگر تم یہ یاد رکھو کہ خدا کی مدد اور اس کی توفیق کے بغیر والدین کا شکریہ بھی نہیں ادا کر سکتے۔

باپ کا حق

ہمارے چوتھے امام حضرت زین العابدین علیہ السلام باپ کے حق کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

وَاَمَّا حَقُّ اَبِیْكَ فَتَعْلَمَ اَنَّهُ اَصْلُكَ، وَاَنَّكَ فَرْعُهُ، وَاَنَّكَ لَوْلَاهُ لَمْ تَكُنْ، فَمَهْمَا رَأَیْتَ فِیْ نَفْسِكَ مِمَّا یُعْجِبُكَ فَاعْلَمْ اَنَّ اَبَاكَ اَصْلُ النِّعْمَةِ عَلَیْكَ فِیْهِ وَاحْمَدِ اللهَ وَاشْكُرْهُ عَلٰی قَدْرِ ذٰلِكَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ [1]

تم پر تمہارے باپ کا حق یہ ہے کہ تم اس بات کو جان لو کہ وہ تمہارے (وجود) کی اصل و بنیاد ہے اور تم اسکی شاخ ہو، اگر وہ نہ ہوتا تو تمہارا وجود نہ ہوتا اب جب بھی تم اپنی ذات میں وہ (کمالات اور ترقی) دیکھو جو تمہیں خود پسندی میں مبتلا کر دے تو اس وقت یہ جان لو کہ تمہاری اس ترقی اور کمال کی بنیاد تمہارا باپ ہی ہے لہٰذا اس نعمت کے حصول پر تم خدا کی حمد اور اس کا شکر بجالاؤ (یاد رکھو) کہ اللہ کی طاقت کے علاوہ کوئی طاقت نہیں ہے۔

مذکورہ حدیث میں امام علیہ السلام اولاد کو باپ کی عظمت بتا رہے ہیں کہ اگر وہ منزل کمال کو پہونچ جائے اور اس وقت اس کے باپ کی زندگی کا سورج ڈھل رہا ہو اس کے دست و بازو کمزور ہو گئے ہوں اور وہ اپنے باپ کے ادب و احترام کے فریضہ کو نظر انداز کر رہا ہو تو اسے امام علیہ السلام کے اس فرمان سے سبق لینا چاہیئے کہ اس وقت اس کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ سب اسی کے باپ کے وجود کی برکت سے اسے حاصل ہوا ہے

۱۔ رسالۃ الحقوق

اس میں اس کا کچھ بھی نہیں ہے واقعاً اگر اولاد ایسے وقت میں امام علیہ السلام کے فرمان کو یاد کرے تو دل و دماغ سے خود پسندی کا خبط نکل جائے گا

اور آخر کلام میں حضرت فرماتے ہیں کہ یہ نعمتِ وجود خدا ہی کی عطا کردہ ہے جس پر اس کی حمد وثناء اور شکریہ بجالانا واجب ہے

باپ کے حقوق سے متعلق ایک دوسری حدیث میں امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا:

ایک شخص نے رسولؐ اسلام سے سوال کیا (اے خدا کے رسولؐ) بیٹے پر باپ کا کیا حق ہے؟

آپ نے فرمایا (بیٹا) باپ کا نام لیکر نہ پکارے، اس کے آگے آگے نہ چلے ،اس سے پہلے نہ بیٹھے، اسکے بُرا کہنے کا سبب نہ بنے یعنی وہ کام نہ کرے جس کی وجہ سے لوگ اس کے باپ کو گالیاں دیں، ظاہر ہے ان حقوق کی ادائیگی اسی وقت ممکن ہے جب اولاد والدین کی عظمت کو سمجھے اسے انکی قدر ومنزلت کا اندازہ ہو بغیر معرفت کے حقوق والدین کی رعایت ممکن نہیں۔

والدین کا شکریہ واجب

شکریہ قدردانی کو کہتے ہیں اور یہ اسی وقت ادا ہوسکتا ہے جب انسان اپنے محسن کے لطف وکرم کو یاد کرے ہمیشہ اسے اپنے سامنے رکھے اگر دیکھا جائے تو اس دنیا میں سب سے زیادہ شکریہ کی مستحق پروردگار عالم کی ذات ہے جس کے عظیم احسانات ہیں جس کا اندازہ لگانے کیلئے اس انسان کو اپنی تدریجی خلقت پر باریک بینی سے نگاہ ڈالنا ہوگا کہ آخر وہ کیا تھا اور کس نے اسے ایک منجمد پانی سے ایک ایسا انسان بنایا جس میں سوچنے سمجھنے، دیکھنے سننے، کھانے پینے، چلنے پھرنے، بولنے چالنے کی تمام تر صلاحیتیں موجود ہیں اس کے علاوہ اسے اس پر بھی غور کرنا ہوگا کہ اسے ہدایت کی راہ کس نے دکھائی یہ ساری کائنات کس نے اور کس کے لئے سجائی، ہماری ہدایت کے لئے انبیاءؑ ومرسلین کس نے بھیجے تو اس کے دل کی یہی آواز ہوگی کہ یہ سارے احسانات خدائے وحدہٗ لاشریک کے ہیں پھر اپنے نفس سے سوال کرے کہ آخر اس محسن کے ان احسانات کا کیا بدلہ ہونا چاہئے جن کے نیچے وہ اس طرح دبا ہوا ہے جس کا ادا کرنا مشکل اور بہت مشکل ہے تو اعتراف عاجزی کے ساتھ وہ یہ کہنے پر مجبور ہوگا کی اس محسن کے احسانات کا شکریہ اس دنیا میں صرف یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اور اس کی عبادت میں زندگی بسر کی جائے اور خدا کے شکریہ کے بعد والدین کا شکریہ لازم وواجب ہے۔

جیسا کہ خداوند عالم کا ارشاد ہے۔

اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ[۱]۔

میرا شکریہ ادا کرو اور اپنے ماں باپ کا

اس آیۂ کریمہ میں مشیت نے اپنے شکریہ کے ساتھ ہی براہ راست والدین کے شکریہ کا حکم دیا ہے جو ہمیں اس نکتہ کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ والدین کے شکریہ کے بغیر خدا کا شکریہ بے معنیٰ ہے لہٰذا خدا کا شکر گذار ہونے سے پہلے والدین کا شکر گذار ہونا ضروری ہے

چنانچہ امام علی رضاؑ نے ارشاد فرمایا

اِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ اَمَرَ بِالشُّکْرِ لَهُ وَلِلْوَالِدَیْنِ فَمَنْ لَمْ یَشْکُرْ وَالِدَیْهِ لَمْ یَشْکُرِ اللهَ[۲]۔

بے شک خداوند عالم نے اپنے اور والدین کے شکریہ کا حکم (ساتھ ساتھ دیا ہے جس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ) اب جس نے اپنے والدین کا شکریہ نہیں ادا کیا اس نے اللہ کا بھی شکریہ نہیں ادا کیا۔ اب اگر بندہ خدا کا شکر گذار بننا چاہے تو وہ پہلے اپنے ماں باپ کا شکر گذار بنے۔

۱۔ سورہ لقمان آیت ۱۴

۲۔ الخصال جلد ا صفحہ ۱۵۶ و ۱۹۶

روحانی باپ

شکریہ کے زیادہ مستحق

ماں باپ اولاد کے وجود کا سبب ہوتے ہیں اور ان کے جسم کے مربی ہوتے ہیں پیش پروردگار ان کا عظیم مرتبہ ہے اسی لئے رب العزت نے ان کے ساتھ نیکی کرنے کی تاکید کی ہے اور ان کے شکریہ کو واجب قرار دیا ہے حالانکہ وہ ایک ایسے جسم کے مربی ہوتے ہیں جو مرنے کے بعد مٹی میں مل جاتا ہے لیکن روحانی باپ جسے معلم اور استاد کہتے ہیں وہ اس روح کی تربیت کرتا ہے جس سے وہ باقی اور زندہ رہتا ہے اسی بنا پر روحانی باپ کو جسمانی باپ پر بے انتہا فضیلت حاصل ہے اور روحانی باپ کا حق بھی جسمانی باپ کے حق سے کہیں زیادہ ہے۔

چنانچہ حدیث میں ہے۔

اَلْاٰبَاءُ ثَلَاثٌ ،اَبٌ وَلَّدَكَ ،اَبٌ زَوَّجَكَ وَاَبٌ عَلَّمَكَ وَخَيْرُ الْاٰبَاءِ مَنْ عَلَّمَكَ[1]۔

---

[1]۔ جامع السعادات جلد ۳ صفحہ ۱۴۰

باپ تین ہیں

۱۔وہ جو تمہارے پیدا ہونے کا سبب ہے۔

۲۔وہ جو تمہیں بیٹی دے

۳۔وہ باپ جو تمہیں علم سکھائے ،لیکن ان تینوں میں جو تمہیں علم کی دولت سے مالامال کرے وہ دونوں سے بہتر ہے۔اسی وجہ سے روحانی باپ جسمانی باپ سے کہیں زیادہ حق رکھتے ہیں کہ انکا شکریہ ادا کیا جائے یعنی ان کے آداب کی بھرپور رعایت کی جائے ان کے حقوق کا پورا پورا لحاظ رکھا جائے ان کے حق میں اٹھتے بیٹھتے ارحم الراحمین سے رحمت کی دعا کی جائے اس اعتبار سے ہم پر ہمارے رسول حضرت محمد مصطفیؐ اس کائنات میں سب سے زیادہ شکریہ کا حق رکھتے ہیں اس لئے کہ وہ باعث تخلیق کائنات بھی ہیں اور معلم کائنات بھی ،اور بعینہ اسی طرح آپ کی پارۂ جگر ام الائمۃ حضرت فاطمہ زہراؑ اور آپ کے برحق جانشین حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام شکریہ کے بے انتہا مستحق ہیں اس لئے کہ یہ حضرات باعث تخلیق کائنات ہونے کے ساتھ ساتھ روح انسانی کی تعلیم وتربیت اور ہدایت کیلئے اس دنیا میں معلم بنا کر بھیجے گئے ہیں چنانچہ ان کے بارے میں ہادی مطلق کا ارشاد ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ[1]۔

۱۔سورۂ آل عمران آیت ۱۱۰

تم کتنے اچھے گروہ ہو جو لوگوں کی ہدایت کیلئے بھیجے گئے ہو تم لوگوں کو اچھے کام کرنے کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو۔

ان کا شکریہ ادا کرنا ہر فرد بشر پر واجب ہے اور ان کے شکریہ کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کی قدر و منزلت کو پہچانیں ان کی محبت کو دین اور اجر رسالت سمجھیں ان کے فرمودات کو دل و جان سے قبول کر کے اس پر عمل کریں ان کی خوشنودی کے حصول کو زندگی کا اہم مقصد سمجھیں ان کی محبت کے تقاضہ کو پورا کریں یہی شکریہ کا حقیقی مفہوم ہے۔

حسن سلوک عظیم نیکی

شیطانی غلبہ سے خدا بچائے اس کے داؤں پیچ سے بچنا آسان نہیں ہے یہ اولاد آدم کا کھلا ہوا دشمن ہے مگر کبھی سامنے نہیں آتا بلکہ شکاری کی طرح چھپ کے ایسا شکار کرتا ہے اس کے جال سے نکل پانا آسان نہیں اگر کوئی نکلتا بھی ہے تو اس وقت جب وہ اپنے بے داغ لباس زندگی کو پوری طرح سیاہ کر چکا ہوتا ہے ذیل میں ایک ایسے شخص کا ذکر ہے جو شیطان کے پھندے میں پھنس کر اپنی زندگی کے صاف و شفاف لباس کو گناہوں کی سیاہی سے بالکل سیاہ کر چکا تھا احساس گناہ اسے ایک ایسے حکیم کے در پر لایا جس کا فریضہ ہے۔

وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ[1]

(وہ ان لوگوں کے نفسوں کو پاک کرتا ہے انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے)

وہ مریض روحانی حکیم وطبیب روحانی (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اپنے مرض کو اس طرح بیان کرنے لگا۔

مَا مِنْ عَمَلٍ قَبِيحٍ اِلاَّ قَدْ عَمِلْتُهُ .فَهَلْ لِي مِنْ تَوْبَةٍ فَهَلْ مِنْ

۱۔ سورۂ جمعہ آیت ۲

وَالِدَیْكَ اَحَدٌ حَیٌّ ؟ قَالَ اَبِی ،قَالَ فَاذْهَبْ فَبَرَّهُ قَالَ فَلَمَّا وَلّٰی، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَوْ کَانَتْ اُمُّهُ [1]۔

اے خدا کے رسولؐ مجھ سے کوئی گناہ چھوٹا نہیں ہے کیا توبہ کی کوئی صورت ہے؟

پیغمبر اسلامؐ نے پوچھا

کیا تیرے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے؟

اس نے کہا۔۔۔ہاں: صرف میرے والد زندہ ہیں

حضرت نے فرمایا۔۔۔جا اور ان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ نیکی کر۔

راوی کا بیان ہے کہ جب وہ نبی رحمت کے پاس سے پلٹا ہے تو آپ نے فرمایا۔۔اے کاش اس کی ماں زندہ ہوتی۔

بے شک ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا وہ عظیم نیکی ہے جس کے ذریعہ گناہ معاف ہو سکتے ہیں اس لئے کہ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک، اچھا برتاؤ اور نیکی کرنا آسان نہیں ہے خاص طور سے بوڑھاپے میں جب مزاج چڑ چڑا ہو جاتا ہے ضد بڑھ جاتی ہے، بات بات پر غصہ آتا ہے، ان حالات میں ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا کسی جہاد اکبر سے کم نہیں ہے اب اگر اس کے عوض سارے گناہ معاف ہو جائیں تو تعجب کی بات نہیں ہے، حیرت ہے کہ ماں باپ کی شکل میں اتنی پُر عظمت و باشکوہ شخصیتیں ہمارے گھروں میں جلوہ گر ہیں مگر ہمارے جوان انکی قدر نہیں کرتے، لمحہ فکر یہ ہے کہ پیغمبر

---

[1] ۔ میزان الحکمت جلد ا صفحہ ۱۴۷

اسلامؐ خود موجود ہیں یہ کہہ سکتے تھے تو آ اور میرے ساتھ کار رسالت میں شریک ہو جا خدا تیرے گناہوں کو معاف کر دے گا۔مگر پیغمبر اسلامؐ اس منبع فیض ،گرامی قدر ذات کی اہمیت و افادیت بتا رہے ہیں جس سے عوام الناس آ گاہ نہیں ،اس دنیا میں جوانوں کا اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا بخشش گناہ کا بہت ہی اہم ذریعہ ہے.

والدین کی خدمت

ایک سال کے جہاد سے بہتر

اس میں کوئی شک نہیں کہ راہ خدا میں جہاد کرنے والا ہر اعتبار سے کامیاب و کامران نظر آتا ہے اگر وہ میدان جنگ میں شہید ہوا تو زندۂ جاوید بنا اگر اپنی موت سے مرا تو خدا کے عظیم اجر کا مستحق قرار پایا اگر وہ جہاد سے لوٹ آیا تو بھی اس کے سارے گناہ معاف مگر ان بے پناہ اجر وثواب کے باوجود بعض مواقع ایسے بھی آجاتے ہیں جہاں انسان کی نظر میں بظاہر معمولی نظر آنے والا عمل بھی جہاد سے بہتر نظر آتا ہے روایت ملاحظہ فرمائیں۔

اَتیٰ رَجُلٌ رَسُولَ لله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ : یَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنِّیْ رَاغِبٌ فِی الْجِهَادِ نَشِیْطٌ قَالَ : فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَجَاهِدْ فِی سَبِیْلِ اللهِ فَاِنَّكَ اِنْ تُقْتَلْ تَکُنْ حَیًّا عِنْدَ اللهِ تُرْزَقُ وَاِنْ تَمُتْ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُكَ عَلَی اللهِ وَاِنْ رَجَعْتَ رَجَعْتَ مِنَ الذُّنُوْبِ کَمَا وُلِدْتَ، قَالَ : یَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ لِیْ وَالِدَیْنِ کَبِیْرَیْنِ یَزْعُمَانِ اَنَّهُمَا یَاْنِسَانِ بِیْ وَیَکْرَهَانِ خُرُوْجِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَرَّ مَعَ وَالِدَیْكَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ

لَاُنْسُهُمَا بِكَ يَوْماً وَلَيْلَةً خَيْرٌ مِّنْ جِهَادِ سَنَةٍ[۱]۔

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: ایک شخص رسولؐ اسلام کی خدمت میں آیا اور عرض کی اے خدا کے رسولؐ میں بخوشی جہاد کو دوست رکھتا ہوں ۔

رسول اکرمؐ نے جب یہ سنا تو فرمایا پھر خدا کی راہ میں جا کر تو جہاد کر اگر تو شہید ہوا تو خدا کے نزدیک زندہ رہے گا اور رزق پائے گا اور اگر (اپنی موت سے) مرے گا تو تیرا اجر خدا کے ذمہ ہوگا اگر (میدان جنگ سے) لوٹ آیا تو گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جیسے کہ بے گناہ پیدا ہوا ہے۔

نبی صادقؐ کی زبان مبارک سے مجاہد کے اس اجر وثواب کو سن کر جوان نے کہا مگر اے خدا کے رسولؐ میرے ماں باپ دونوں بہت بوڑھے ہیں اور وہ مجھے بہت چاہتے بھی ہیں انہیں میرا (میدان جنگ) میں جانا گوارہ نہیں (جوان کی یہ باتیں سن کر) نبیؐ رحمت نے فرمایا۔۔ اس صورت میں تو اپنے ماں باپ کے پاس ہی رہ ،اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ان والدین کا ایک شب و روز تجھ سے انس حاصل کرنا ایک سال کے جہاد سے بہتر ہے ۔

مذکورہ روایت میں اولاد کی بقا اور ان کی پرورش کے سلسلہ میں والدین کے پیہم جہاد کو پیغمبر اسلامؐ کی عصمتی نگاہوں نے بخوبی مشاہدہ کیا چنانچہ آپ نے والدین کی اولاد سے بے پناہ محبت کے تقاضہ کو پورا کرنا جہاد کرنے سے بہتر قرار دیا۔اس پر کسی کو حیرت

۱۔ میزان الحکمت جلد ا صفحہ ۱۴۷

نہیں ہونا چاہئے کہ پیغمبر اسلامؐ نے ایک جہاد کی تڑپ رکھنے والے جوان کو جہاد جیسی اہم عبادت سے روک کر بوڑھے ماں باپ کی خدمت میں بھیج دیا درحقیقت خدائے رحیم وکریم کو بیٹے کے فراق میں اس کے ماں باپ کی بےقراری وبیتابی گوارہ نہ تھی لہٰذا اس کی منشا کی ترجمانی اس کے صفات کے مظہر اور آئیہ **وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ** کے مصداق نبیؐ رحمت نے کردی۔۔۔۔۔۔سچ ہے

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

احترام والدین قبولیت دعا کا سبب

اصحاب کہف (یعنی غار والے) یہ وہ اللہ کے مخصوص ومومن بندے تھے جو دقیانوس جیسے ظالم وجابر بادشاہ جو اللہ والوں کو بتوں کے سامنے سر جھکانے پر مجبور کیا کرتا تھااس کے شر سے بچنے کے لئے اپنا شہر چھوڑنے پر مجبور ہو گئے انھوں نے شہر چھوڑ دیا اور صحرا کی راہ لی اندھیرا ہوا تو ایک غار میں پناہ لی اور اس میں سو گئے خداوند عالم نے ان پر نیند مسلط کر دی جب دقیانوس کو ان کے شہر چھوڑنے کا علم ہوا تو ان کی تلاش میں وہ غار تک آیا مگر ان کو مردہ جان کر غار کے منھ کو بند کر کے واپس آ گیا عرصہ دراز کے بعد جب یہ لوگ بیدار ہوئے تو غار کا دروازہ بند پایا۔

اب نکلیں کیسے؟

مشکل کی اس گھڑی میں تین لوگوں نے اپنے اپنے اس عمل خالص کا واسطہ دے کر دعا کی جو انہوں نے صرف خدا کی خوشنودی کے لئے انجام دیا تھا۔

ایک شخص نے دعا کی تو اس کی برکت سے ایک تہائی دروازہ کھل گیا۔

دوسرے نے دعا کی تو دو تہائی دروازہ کھل گیا۔

تیسرے نے دعا کی اور کہا اے پالنے والے میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے میں ایک شب ان کے واسطے دودھ لے کر گیا تو دیکھا کہ وہ سو رہے ہیں میں نے

تکلیف کے خیال سے انہیں جگانا مناسب نہ سمجھا اور ان کے آرام و احترام میں صبح تک ان کے جاگنے کے انتظار میں کھڑا رہا اور اپنی بھیڑ بکریوں کی بربادی کا بھی کچھ خیال نہ کیا اے پالنے والے اگر یہ میرا عمل صرف تیری خوشنودی کے لئے تھا تو تجھے میرے اسی عمل خالص کا واسطہ دروازہ کھول دے اور ہمیں اس مشکل سے نجات دے اسی وقت پتھر ہٹا اور دروازہ کھل گیا اور غار میں روشنی ہوگئی[۱]۔

ماں باپ کے احترام کے عوض مشیّت نے بیٹے کو یہ صلہ دیا کہ اس کی دعا قبول کر کے اس کی مشکل کو حل کر دیا۔

ہمارے نوجوانوں کو اس سبق آموز واقعہ سے سبق لے کر اپنے ماں باپ کے ادب و احترام کی رعایت اور آرام کا بھرپور خیال رکھنا چاہیے ۔ تاکہ ان کے ادب واحترام کرنے کے عوض اللہ انھیں بھی دنیا و آخرت کی مشکلوں سے نجات دے۔

۱۔ خلاصہ واقعہ (تفسیر منہج الصادقین ملا فتح اللہ کاشانی جلد ۵ صفحہ ۳۲۰)

حسن سلوک کا عظیم اجر

بیشک خدا مسبب الاسباب ہے وہی ذریعہ پیدا کرتا ہے مگر یہ خاک کا پتلہ انسان اسے اپنی کوشش کے سوا کچھ نہیں سمجھتا حالانکہ اسے اس حقیقت کو سمجھنا چاہئے کہ کبھی کبھی دوسروں کے ساتھ کی جانے والی نیکیاں وہ کام کر جاتی ہیں جس کا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا خصوصاً ماں باپ کے ساتھ نیکی، یہ نیکی وہ حیرت انگیز کام کر جاتی ہے جسے انسان سوچ بھی نہیں سکتا ذرا کوئی ماں باپ کے ساتھ نیکی کر کے تو دیکھے کہ وہ نیکی زندگی میں کیا رنگ لاتی ہے واقعہ پڑھئے محسوس کیجئے اور سبق لیجئے۔

بنی اسرائیل میں ایک شخص کا قتل ہو گیا اور قاتل کا پتہ لگانا دشوار ہو گیا اس قضیہ کو لیکر قوم میں ایسا جھگڑا شروع ہو گیا جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

قوم جناب موسیٰؑ کے پاس آئی

جناب موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ خداوند عالم کا حکم ہے کہ قاتل کا پتہ لگانے کیلئے ایک چوپائے یعنی بقر کو ذبح کرو اور اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا لیکر اس کی لاش پر مارو وہ زندہ ہو کر خود ہی اپنے قاتل کا پتہ بتا دیگا یہ سن کر پہلے تو بنی اسرائیل نے چوپائے کے بارے میں بڑی کٹ حجتیاں کیں آخر میں جناب موسیٰؑ نے اس چوپائے کی

صفتیں بیان کیں اتفاق سے بنی اسرائیل میں ایک ہی شخص ایسا تھا جس کے پاس ان صفتوں والا چوپایہ تھا، جسے بنی اسرائیل نے بھاری قیمت دیکر خریدا۔

مفسرین کہتے ہیں اس چوپائے کا مالک ایک انتہائی نیک اور دیندار جوان تھا جو اپنے باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا کرتا تھا ایک دن اس کا باپ سو رہا تھا کہ اتنے میں اس کے پاس ایک بیحد نفع بخش معاملہ پیش آیا لیکن مجبوری یہ تھی کہ پیسہ جس صندوق میں تھا اس کی کنجی اس کے باپ کے پاس تھی اور وہ سو رہا تھا یہ جوان اپنے باپ کا انتہائی لائق بیٹا تھا اس نے یہ سوچ کر اپنے باپ کو بیدار کرنا گوارہ نہ کیا کہ اس کے آرام میں خلل ہوگا غرض باپ کے احترام میں لڑکے نے نفع بخش معاملہ کو چھوڑ دیا۔

بعض مفسرین نے اس معاملت کو جسے اس جوان نے اپنے باپ کے سونے کے احترام میں ترک کیا تھا اس کی تفصیل اس طرح بیان کی ہے کہ بیچنے والا کوئی سامان ستر (۷۰) ہزار میں بیچنے پر تیار تھا جب کہ اس کی قیمت ستر ہزار سے کہیں زیادہ تھی لیکن شرط یہ تھی کہ قیمت فوراً ادا کی جائے اور قیمت کی ادائیگی اس وقت ممکن تھی جب باپ کو بیدار کر کے اس سے کنجی لی جاتی باپ کا مطیع بیٹا ستر (۷۰ ہزار) میں اس چیز کو خریدنے کیلئے بالکل آمادہ تھا لیکن اس کا کہنا یہ تھا کہ قیمت تو باپ کے بیدار ہونے کے بعد ہی ادا کروں گا لیکن بیچنے والا پیسے فوراً مانگ رہا تھا غرض یہ کہ یہ سودا نہ ہوسکا تو خداوند عالم نے اس جوان کے اس نقصان کو اس طرح پورا کیا کہ اس جوان کیلئے اس چوپائے کو مہنگی قیمت پر بیچنے کا سنہرا موقع فراہم کر دیا اور بنی اسرائیل نے اس جوان سے گراں قیمت پر اس

چوپائے کوخرید امفسرین اس سلسلے میں یہ کہتے ہیں کہ جب اس کا باپ بیدار ہوااور اسے مذکورہ واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے بیٹے کے اس حسنِ سلوک کی بنا پر وہ چوپایااسے دیدیا اوراس طرح بیٹے کوبے پناہ نفع حاصل ہوااس محسنِ حقیقی نے باپ کے ساتھ نیکی کرنے کاعظیم اجر دیا[۱]۔

اس واقعہ سے یہ نتیجہ نکلا کہ باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کا اجر کبھی ضائع نہیں ہوتا بلکہ کسی نہ کسی شکل میں وہ اسے ضرور مل جاتا ہے یہ اور بات ہے کہ حسنِ سلوک کرنے والے کو اس کا اندازہ نہ ہوسکے کہ یہ اجر وصلہ اسے اپنے باپ کے ساتھ نیکی کرنے کے سبب ملا ہے۔

پیغمبرؐ اسلام نے اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے اپنے اصحاب سے فرمایا۔

اُنْظُرُوْا اِلَی الْبِرِّ مَا بَلَغَ بِصَاحِبِہٖ[۲]۔

(اس باپ کے ساتھ کی جانے والی) نیکی کو دیکھو جس نے نیکی کرنے والے کو کس مقام پر پہونچادیا۔

پیغمبرؐ اسلام کی اس حدیث کی روشنی میں درج ذیل واقعہ کو بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای دام ظلہ شریف کے بارے میں ملتا ہے کہ جب وہ حوزۂ علمیہ قم ایران میں فقہ واصول اور فلسفہ کے دروس میں مشغول تھے اور آیات عظام، بروجردیؒ، امام خمینیؒ، شیخ مرتضیٰ حائریؒ یزدی، اور علامہ طباطبائیؒ طاب ثراھم جیسے

۱۔خلاصۂ تفسیر ابن کثیر اردو صفحہ ۱۲۸

۲۔تفسیر مجمع البیان جلد ۱ صفحہ ۲۷۳

جیدّ علمائے کرام اور مراجع عظام کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا اسی دوران آپ کے والد ماجد کی آنکھوں کی بیماری میں ایک آنکھ کی بینائی چلی گئی اس وقت آپ بہت متفکر ہوئے کہ آخر کیا کریں۔ ایک طرف ضعیف باپ کی بیماری و نابینائی اور دوسری طرف اجتماعی ذمہ داریوں کے تقاضے،

بالآخر آپ اپنے والد ماجد کی تیمارداری اور خدمت کو مقدم کرتے ہوئے مشہد لوٹ آئے، کسے یہ معلوم تھا کہ باپ کی خدمت و تیمارداری کا سچا جذبہ لیکر پلٹنے والا یہ عظیم شخص ۲۵ سال کے بعد ملک کی عظیم ذمہ داریوں کو اپنے دوش پر اٹھائے گا لہذا اس سلسلے میں وہ خود فرماتے ہیں، میں مشہد واپس لوٹ آیا لیکن خداوند عالم نے مجھے بہت زیادہ توفیقات سے نوازا اس لئے کہ میں نے جس ذمہ داری کا احساس کیا تھا اسے بخوبی نبھایا اسی لئے میرا عقیدہ ہے کہ جو بھی توفیقات الٰہیہ میرے شامل حال ہے وہ سب اسی نیکی کی وجہ سے ہے جو میں نے اپنے والد کے لئے انجام دی[1]۔

کیا کہنا نبی صادقؐ کے اس فرمان کا۔

اُنْظُرُوا اِلَی الْبِرِّ مَا بَلَغَ بِصَاحِبِہٖ[2]۔

تم لوگ اس نیکی کو دیکھو جس نے نیکی کرنے والے کو کس منزل پر پہنچایا، اور یہی نہیں بلکہ والدین کے ساتھ نیکی قبض روح سے روکتی اور عمر میں اضافہ کا سبب ہوتی ہے۔

۱۔ توضیح المسائل جلد ۱، استفتاء اور انکے جواب

۲۔ تفسیر مجمع البیان جلد ۱ صفحہ ۲۷۳۔

چنانچہ پیغمبرؐ اسلام کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَزِیْدُ فِیْ عُمُرِ الرَّجُلِ بِرُّہٗ بِوَالِدَیْہِ[1]

خداوندِ عالم اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے کے سبب مرد کی عمر میں اضافہ کر دیتا ہے، اور قبض روح سے روکنے کے سلسلے میں فرماتے ہیں۔

رأیتُ فِی الْمَنَامِ رَجُلاً قَدْاَتَاہُ مَلَکُ الْموت بِقَبْضِ رُوْحِهٖ فَجَاءَ بِرُّہٗ وَالِدَیْهِ فَمَنَعَهٗ مِنْهُ[2]۔

میں نے خواب میں ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کے پاس ملک الموت قبض روح کے لئے آیا کہ اتنے میں والدین کے ساتھ کی جانے والی نیکی اس کے سامنے آئی اور اس نے اسے قبض روح سے روک دیا۔

ہماری نگاہیں ان حقائق کو دیکھنے سے قاصر ہیں لیکن معصومینؑ کی نگاہیں جنہیں اس سمیع و بصیر نے اپنے صفات کا مظہر بنایا ہے وہ ان حقائق کو بخوبی دیکھتی ہیں اور وہ ہمیں بھی ان کی خبر دیتے ہیں تا کہ ہم اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کر کے اسکے ذریعہ بے پناہ دینی و دنیوی فائدے حاصل کرسکیں۔

۱۔ کلمۂ رسولؐ اعظم ۴۳۲

۲۔ انوار نعمانیہ جلد ۳ صفحہ ۹۵

قربانیاں ہیں تو حقوق بھی زیادہ ہیں

اسلام مذہب عدل و انصاف ہے جتنی قربانیاں ہیں اتنا ہی اجر و ثواب بھی ہے اولاد کے سلسلے میں چونکہ ماں کی قربانیاں زیادہ ہیں لہٰذا ماں کے حقوق باپ کی بنسبت زیادہ ہیں اس بات کو حدیث رسولؐ کی روشنی میں دیکھئے۔

امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا۔

ایک شخص رسولؐ اسلام کی خدمت میں آیا اور عرض کیا

یَا رَسُوْلَ اللّٰہ مَنْ اَبَرُّ ؟ قَالَ : اُمَّكَ، قَالَ : ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ : اُمَّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ : اُمَّكَ، قَالَ ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ اَبَاكَ[۱]۔

اے خدا کے رسولؐ میں کس کے ساتھ نیکی کروں؟

آپ نے فرمایا: ماں کے ساتھ۔

اس نے پھر پوچھا: اس کے بعد کس کے ساتھ نیکی کروں؟

آپ نے فرمایا: ماں کے ساتھ۔

اس نے پھر یہی پوچھا؟

فرمایا: ماں کے ساتھ۔

۱۔ اصول کافی جلد ۳ صفحہ ۲۳۳

اس نے پھر یہی سوال کیا کہ اس کے بعد کس کے ساتھ نیکی کروں؟

فرمایا باپ کے ساتھ

سائل نے تین بار ایک ہی سوال کی تکرار کی۔۔ میں کس کے ساتھ نیکی کروں۔

پیغمبرؐ اسلام نے بھی جواب میں تین بار فرمایا:

ماں کے ساتھ نیکی کر

چوتھی بار جب اس نے یہی سوال کیا

تو آپ نے فرمایا اپنے باپ کے ساتھ نیکی کر۔

اس حدیث کے بارے میں کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ ہمارے رسولؐ نے ماں کی عظمت کو باپ سے بڑھا دیا اور مبالغہ سے کام لیا کیونکہ یہ حدیث قرآنی آیت کے بالکل مطابق ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

وَوَصَّيۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَيۡهِ اِحۡسَانًا ؕ حَمَلَتۡهُ اُمُّهٗ كُرۡهًا وَّوَضَعَتۡهُ كُرۡهًا ؕ وَحَمۡلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوۡنَ شَهۡرًا ؕ[1]

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا (کیونکہ) اس کی ماں نے رنج ہی کی حالت میں اس کو پیٹ میں رکھا اور رنج ہی سے اس کو جنا اور اس کا ماں کے رحم میں رہنا اور اس کی دودھ بڑھائی کے تیس مہینے ہوئے. (چونکہ کم سے کم مدت حمل چھ مہینہ اور دودھ پلانے کی مدت دو سال لہٰذا کل مدت تیس مہینے ہوئی)۔

۱۔ سورۂ احقاف آیت ۱۵

اس آیہ کریمہ میں پہلے تو ماں باپ دونوں ہی کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا گیا ہے پھر ماں کی قربانیوں اور اس کے جہاد کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔

(۱) حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهاً

اس کی ماں نے رنج ہی کی حالت میں اس کو پیٹ میں رکھا۔

(۲) وَوَضَعَتْهُ كُرْهاً۔

اور رنج ہی کی حالت میں اسے جنا۔

(۳) وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْراً۔

اور اس کا شکم میں رہنا اور اس کی دودھ بڑھائی کے تیس مہینے ہوئے۔

اب پیغمبرؐ اسلام کی حدیث مبارکہ کو قرآنی آیت کے مفہوم سے مطابق کیجئے۔

جب پوچھنے والے نے رسولؐ اسلام سے پوچھا۔

اے خدا کے رسولؐ ۔۔۔۔ میں کس کے ساتھ نیکی کروں تو پیغمبر اسلامؐ نے ماں کے اس جہاد کو نگاہ میں رکھا جب وہ نومہینہ اپنے بچے کو شکم میں رکھتی ہے تب حضورؐ نے فرمایا ماں کے ساتھ نیکی کر۔

دوبارہ جب اس نے پوچھا۔

پھر میں کس کے ساتھ نیکی کروں؟

تو پیغمبرؐ اسلام نے ماں کے اس جہاد کو نگاہ میں رکھا جب وہ موت وحیات کے کشمکش لمحات میں اسے دنیائے وجود میں لاتی ہے تب فرمایا ماں کے ساتھ نیکی کر۔

جب اس شخص نے تیسری بار پوچھا۔

اے خدا کے رسولؐ پھر میں کس کے ساتھ نیکی کروں؟

تو رسولؐ اسلام نے ماں کے اس جہاد کو نگاہ میں رکھا جب وہ دو سال اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے تب فرمایا ماں کے ساتھ نیکی کر۔

اور چوتھی بار جب اس نے پوچھا پھر کس کے ساتھ نیکی کروں؟

تو آپ نے فرمایا۔۔۔۔باپ کے ساتھ۔

حضرت ختمی مرتبتؐ کے اس ارشاد میں کتنی لطافت کے ساتھ ماں کے شکم میں آنے سے لیکر پیدائش تک میں جو زحمتیں ہوتی ہیں اس کو دیکھتے ہوئے ماں باپ کے درمیان مراتب کے اعتبار سے جو خط امتیاز کھینچا ہے وہ مکمل عدل پر مبنی ہے۔

ماں کی دعا

بیٹے کے حق میں مستجاب

ماں کا وجود کتنی عظیم نعمت ہے اس کا اندازہ تو اسی وقت ہوتا ہے جب ماں جیسی عظیم نعمت ہمیشہ کیلئے اپنی اولاد سے جدا ہو جاتی ہے وہ افراد اس دنیا میں خوش نصیب ہیں جو ماں کی خدمت کر کے ماں کی دعا لیتے ہیں اور خداوند کریم سے اجر پاتے ہیں ذیل میں ایک ایسے واقعہ کا خلاصہ پیش ہے جس میں ایک جوان نے اپنی ماں کی خدمت کر کے اس کی دعا لی جس کی قبولیت کا اثر اسی دنیا میں ظاہر ہوا ملاحظہ فرمائیں اور سوچیں۔

ایک مرتبہ جناب موسیٰؑ نے خدا کی بارگاہ میں عرض کیا.

اے میرے معبود جنت میں میرے ساتھ رہنے والے شخص کا مجھے دیدار کرا ، چونکہ ایک نبیؑ کی خواہش تھی لہٰذا جبرئیل نازل ہوئے اور جناب موسیٰؑ کو اس شخص کی جانب رہنمائی فرمائی۔ جناب موسیٰؑ اس شخص سے ملنے کیلئے اس کی دکان پہ پہنچے اور اس سے ملاقات کی عصر کے وقت جب وہ شخص اپنی دوکان سے اپنے گھر کی جانب چلا تو جناب موسیٰؑ بھی اس کے ساتھ ساتھ اس کے گھر تک آئے اور اس سے کہا اے بھائی آج میں تمہارا مہمان بننا چاہتا ہوں اس نے بخوشی مہمانی قبول کی اور آپ کو اپنے گھر کے اندر لے گیا سب سے پہلے اس نے کھانا تیار کیا اس کے بعد اپنے گھر کی دوسری منزل پر گیا اور

وہاں سے ایک بڑی سی ٹوکری اٹھالایا۔

جناب موسیٰ نے دیکھا تو اس ٹوکری میں کوئی سامان نہیں تھا بلکہ ایک ضعیفہ تھی جوان نے اس بوڑھی عورت کو اس سے باہر نکالا اپنے ہاتھوں سے اسے نہلایا پھر اپنے ہاتھوں سے اسے کھانا کھلایا پھر اس ضعیفہ کو دوسری منزل پر لے جانے کیلئے اٹھایا اس وقت ضعیفہ نے اپنی زبان سے کچھ فقرے کہے جو بوڑھاپے کی وجہ سے واضح نہیں تھے۔اس کے بعد جوان نے جناب موسیٰ کے کھانے کا اہتمام کیا۔

جناب موسیٰ نے اس جوان سے پوچھا۔

اے جوان یہ بتا تیرا اس ضعیفہ سے کیا رشتہ ہے؟

اس نے کہا۔۔یہ میری ماں ہے

چونکہ میں مالی اعتبار سے بہت کمزور ہوں اپنی ماں کیلئے خادمہ نہیں رکھ سکتا اس لئے اپنی ماں کی ساری خدمت میں خود ہی انجام دیتا ہوں۔

جناب موسیٰ نے کہا۔۔اے جوان یہ بتا کہ تیری ماں کھانا کھانے کے بعد کیا کہہ رہی تھی؟

اس نے کہا۔۔یہ میری ماں کا معمول ہے کہ جب بھی میں نے اسے نہلا دھلا کر کھانا کھلایا تو اس نے میرے لئے یہ دعائیں کیں۔

غَفَرَ اللهُ لَكَ وَجَعَلَ جَلِيْسَ مُوْسَىٰ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي جَنَّتِهٖ

وَدَرَجَتِہٖ۔[1]

(خدا تیرے گناہوں کو بخش دے اور تجھے قیامت کے دن موسیٰؑ کا ہمنشیں قرار دے اور جنت میں موسیٰؑ کے ساتھ ان کے ہی درجے میں جگہ دے)۔

جناب موسیٰؑ نے جیسے ہی جوان کی یہ گفتگو سنی بے ساختہ بول اٹھے اے جوان میں تجھے خوش خبری دیتا ہوں کہ خداوند عالم نے تیری مادر گرامی کی دعا سن لی جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ تو ہی جنت میں میرا ہمنشیں ہوگا۔[2]

اس واقعہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ماں کے دل کی گہرائی سے نکلی ہوئی دعا ضرور رنگ لاتی ہے اب جن لوگوں کو دنیا و آخرت میں اپنے درجات بلند کرنا ہوں وہ اپنے ماں باپ کی خدمت کریں کیونکہ اس عمل کے طفیل میں انہیں وہ بلندیاں نصیب ہوں گی جو والدین کی باعظمت ذات سے ہٹ کر کسی اور ذریعہ سے نہیں حاصل ہوسکتیں۔

مذکورہ واقعہ کی روح کو سمجھیں اپنے ہاتھوں سے والدین کی خدمت کرنے کی الگ حیثیت ہے خادمہ یا کسی اور ذریعہ سے ماں کی خدمت کرنے کی ایک الگ منزل ہے لیکن پیش کردگار ماں باپ کی وہ خدمت زیادہ گراں قدر ہے جو مالی معاونت کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھوں سے شفقت و محبت کے ساتھ عبادت سمجھ کر انجام دی جائے پھر والدین کے دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی دعائیں اپنا اثر دکھلائیں گی جیسا کہ مذکورہ واقعہ سے ظاہر ہے۔

---

[1]۔ پند تاریخ جلد ا صفحہ ۷۶

[2]۔ پند تاریخ جلد ا صفحہ ۷۶

غیر مسلمہ ماں کے ساتھ حسنِ سُلوک کی تاکید

اسلام خدا کا بھیجا ہوا وہ دین ہے جو دین فطرت اور دین محبت ہے جس کے پاکیزہ دامن میں بے پناہ وسعت ہے یہ دین حق ہر ایک کو زیور اخلاق سے آراستہ دیکھنا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رہبران دین حسن اخلاق کا عملی نمونہ بن کر اس دنیا میں تشریف لائے تا کہ لوگوں کو اخلاق اسلامی کی تعلیم دیکر انھیں زیور اخلاق سے آراستہ کر سکیں۔ جو اسلام کا اولین مقصد ہے جس کو رہبران دین نے ہمیشہ پیش نگاہ رکھا جس کا اندازہ قارئین درج ذیل واقعہ سے بخوبی لگا سکتے ہیں جس میں صاحب خلق عظیم، نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین برحق حضرت امام جعفر صادقؑ نے ایک نومسلم نصرانی کو اس کی غیر مسلمہ ماں کے ساتھ اخلاق اسلامی کی رعایت کا تاکیدی حکم دیا ہے روایت کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں۔ اور غیر مسلم ماں باپ کے ساتھ بھی اخلاق اسلامی کی اہمیت وافادیت کو دل سے محسوس کریں۔

زکریا بن ابراہیم کہتا ہے کہ میں پہلے نصرانی تھا بعد میں مسلمان ہوا اور فریضہ

حج ادا کیا۔ اور اسی زمانہ میں حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی مولا میں پہلے نصرانی تھا لیکن اب مسلمان ہو گیا ہوں

حضرت نے اس سے پوچھا کہ تو نے اسلام میں کیا خاص بات دیکھی؟

اس نے عرض کیا۔ مولا اس سلسلہ میں خداوند عالم کا یہ قول میرے لئے باعث ہدایت ثابت ہوا۔

مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا۔[1]

تم تو نہ کتاب ہی کو جانتے تھے کیا ہے اور نہ ہی ایمان کو، مگر ہم نے اس قرآن کو ایک نور بنایا جس سے ہم اپنے بندوں میں جسکی چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا خداوند عالم نے تجھے توفیق ہدایت دی۔

پھر دعا دیتے ہوئے تین بار فرمایا۔

اے خدا! تو اسے ثابت قدم رکھ۔

پھر اس سے فرمایا کہ جو کچھ تو مجھ سے پوچھنا چاہتا ہے پوچھ۔۔

اس نے عرض کی مولا میرے خاندان کے لوگ اور میرے ماں باپ نصرانی ہیں میری ماں نابینا ہے کیا میں ان کے ساتھ زندگی بسر کروں؟

ان کے برتنوں میں کھانا کھاؤں؟

۱۔ سورۂ شوریٰ آیت ۵۲

امامؑ نے پوچھا۔

کیا وہ سور کا گوشت کھاتے ہیں؟

اس نے کہا۔۔۔۔۔۔آقا نہیں

امامؑ نے فرمایا۔۔۔پھر ان کے ساتھ زندگی بسر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ،اس وقت امامؑ نے اسے یہ تاکیدی حکم دیا کہ تو اپنی ماں کی خدمت کر اس کے ساتھ نیکی سے پیش آ،اور اگر وہ مرجائے تو اسے کسی اور کے سپرد نہ کرنا بلکہ دفن وکفن کے سارے امور تم خود ہی انجام دینا اور کسی کو یہ خبر نہ کرنا کہ تو میرے پاس آیا تھا انشاء اللہ مقام منیٰ میں تو خود ہی میرے پاس پہنچ جائے گا۔

اس کا بیان ہے کہ جب میں منیٰ میں امامؑ کے پاس پہنچا تو دیکھا لوگ حضرت کے اردگرد جمع ہیں اور سوالات و جوابات کا ایک سلسلہ جاری ہے اس کا بیان ہے کہ جب میں مکہ سے پلٹ کر کوفہ آیا تو امامؑ کے حکم کے مطابق اپنی ماں کی دل و جان سے خدمت کرنا شروع کر دی اور اس کے ساتھ اچھے برتاؤ کرنے لگا۔

میں خود ہی اسے کھانا کھلاتا ،اس کے کپڑے صاف کرتا ،سر سے جوئیں نکالتا ،بے لوث اس سے محبت کرتا ،ایک روز وہ خود ہی مجھ سے کہنے لگی۔

اے بیٹا جب تو میرے دین پر تھا تو میرے ساتھ تیرا یہ سلوک نہ تھا لیکن جب سے تو نے میرے دین کو چھوڑ کر دین اسلام قبول کیا ہے میں تجھ سے یہ حسنِ سلوک دیکھ رہی ہوں۔

میں نے عرض کیا مادر گرامی آپ سچ کہتی ہیں

ہمارے نبیؐ کی اولاد میں سے ایک بزرگ ہیں جنھوں نے ماں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کا مجھے تاکیدی حکم دیا ہے۔

ماں بے ساختہ بول اٹھی اے بیٹا کیا وہ نبیؐ ہیں؟

میں نے کہا۔ مادر گرامی وہ نبیؐ نہیں بلکہ نبی کے فرزند ہیں۔

ماں بولی بیٹا یہ تو نبی ہی لگتا ہے کیونکہ اس طرح کی وصیتیں انبیاء ہی کرتے ہیں۔

بیٹے نے کہا۔ مادر گرامی ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰؐ کے بعد اب کوئی نبی آنے والا نہیں ہے یہ ان کے فرزند ہیں۔

ماں نے کہا۔۔ اے بیٹا۔۔ دِيْنُكَ خَيْرُ دِيْنٍ۔

تیرا دین تو بہت اچھا دین ہے

مجھے اس دین کے بارے میں کچھ بتا،

بیٹے نے اپنی ماں کو اسلام کے بارے میں سمجھایا تو وہ بھی مسلمان ہوگئی، پھر بیٹے نے اپنی ماں کو اسلامی احکام کی تعلیم دی، ماں نے ظہر و عصر، مغرب و عشاء کی نمازیں پڑھی۔

پھر بیٹے سے کہا۔۔ اے بیٹا جو تو نے عقائد کی تعلیم مجھے دی تھی اسے پھر دُہرا۔

بیٹے نے اسے دُہرایا اس نے سچے دل سے ان عقائد کو قبول کیا اور فوراً ہی اس دنیا سے چلی گئی جب صبح ہوئی تو سارے مسلمان جمع ہوئے اسے غسل دیا گیا بیٹے نے ماں کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے خود ہی قبر میں اتارا۔[۱]

۱۔ اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۲۳۳

امامؑ کی اس تعلیم سے یہ بخوبی ظاہر ہے دین اسلام غیر مسلم ماں باپ کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کا حکم دیتا ہے۔

اس واقعہ سے یہ حقیقت بھی ثابت ہوتی ہے کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ زوراخلاق سے پھیلا ہے ۔۔کاش اسلامی تعلیمات سے ناواقف مسلمان اسلامی تعلیمات کا بغور مطالعہ کرتے ، یہ اسلامی تعلیم ہی کا اثر تھا جس نے بوڑھی نصرانی ماں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کردیا ہمارے نوجوانوں کو چاہئے کہ اس سبق آموز واقعہ سے درس لیکر اپنی ماں کے ساتھ حسنِ سلوک کریں اور اپنی آخرت سنواریں ۔

موت کی سختیوں سے

بچنے کا ذریعہ

موت کا تصور ہی انسان کی دلی کیفیت کو بدلنے کیلئے کافی ہے کیونکہ موت کے وقت کی سخت تکلیفیں وہ ہیں جنھیں دنیا کے بڑے بڑے ڈاکٹر اور حکیم بھی دور نہیں کر سکتے ۔لیکن خدائے حکیم کی بارگاہ سے علم وحکمت لے کر آنے والے ہمارے چھٹے امام حضرت جعفر صادقؑ موت کے وقت کی سخت تکلیفوں سے بچنے کیلئے ارشاد فرماتے ہیں۔

مَنْ اَحَبَّ اَن یُّخَفِّفَ اللهُ عَنْهُ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ فَلْيَكُنْ لِقَرَابَتِهِ وَصُولاً وَلِوَالِدَيْهِ بَارًّا فَاِذَا كَانَ كَذٰلِكَ هَوَّنَ اللهُ عَلَيهِ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ وَلَمْ يُصِبْهُ فِي حَيَاتِهِ فَقْرٌ اَبَداً۔[۱]

جو شخص چاہے کہ خدا اس پر موت کی سختیاں آسان کر دے اسے چاہئے کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرے اور اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی اور اچھا برتاؤ کرے جب وہ ایسا کرے گا تو خداوند عالم اس پر موت کی سختیاں آسان کر دے گا اور وہ زندگی بھر فقر وفاقہ میں مبتلا نہ ہوگا۔

۱۔انوار نعمانیہ جلد ۳ صفحہ ۸۵

افسوس آئے دن مشاہدہ میں آنے والے حالات سے بھی ہم عبرت حاصل نہیں کرتے اکثر و بیشتر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ فلاں شخص جاں کنی کے عالم میں ہے، سختیٔ موت کا شکار ہے، لیکن ہم یہ غور وفکر کرنے کی زحمت نہیں کرتے کہ آخر ایسی سختی کیوں ہو رہی ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ اس شخص کا اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک نہ رہا ہو، کہیں ایسا تو نہیں کہ اس نے عزیز و اقارب کے ساتھ حسن سلوک نہ کیا ہو، کاش اس دردناک کیفیت کو ہم صادق آل محمدؑ کے فرمان کی روشنی میں دیکھتے اور اس وقت کی تکلیف کا احساس کرتے واقعا اگر ہم اپنے قرابتداروں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ اچھا برتاؤ کریں چاہے ہم کو ان سے اذیت ہی کیوں نہ پہنچتی ہو۔ اور ساتھ ہی ساتھ والدین کے حق میں جو شریعت نے عمل برتنے کا حکم دیا ہے اس پر کاربند ہوں تو صادق آل محمدؑ کے فرمان کے مطابق موت کی سختیاں آسانیوں میں بدل جائینگی اور فقر و فاقہ سے بھی نجات حاصل ہوگی۔ اور کنبے اور خاندان میں خوشی اور مسرت کا ماحول ہوگا اور دنیا میں بھی ترقی اور بلندی حاصل ہوگی۔

والدین کے حق میں

دعائے خیر کا حکم

یوں تو ہر مومن کیلیئے حکم ہے کہ وہ غائبانہ طور پر اپنے مومن بھائیوں کیلیئے دعائے خیر کرتا رہے (اپنے بارے میں دعا کرنے سے پہلے مومنین کے لئے دعا کرنے کی تاکید کی گئی ہے) لیکن والدین کے حق میں دعائے خیر کرنے کا قرآن وحدیث میں تاکیدی حکم دیا گیا ہے اور خود پروردگار عالم نے والدین کے حق میں دعا کرنے کا حکم اور اس کا طریقہ بتایا ہے۔

چنانچہ اس نے ارشاد فرمایا والدین کے حق میں اس طرح دعا کرو۔

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيْراً ۔[۱]

اے میرے پالنے والے جس طرح ان دونوں نے میری کمسنی میں پرورش کی ہے اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔

ہمارے اماموں نے بھی والدین کے حق میں دعائیں کی ہیں اور اپنے عمل

۱۔ سورۂ بنی اسرائیل آیت ۲۴

سے ہمیں ماں باپ کے حق میں دعائیں کرنے کا طریقہ بھی سکھایا ہے اور سختی سے حکم دیا ہے بلکہ ان ماں باپ کیلئے بھی دعائیں کرنے کا حکم دیا ہے جو مذہب حق پر نہ ہوں چنانچہ معمل بن خلاط کہتے ہیں۔

میں نے امام رضاؑ سے عرض کی مولا۔

اَدْعُو لِوَالِدَیَّ اِذَا کَانَ لَا یَعْرِفَانِ الْحَقَّ ؟قَالَ :اُدْعُ لَهُمَا وَتَصَدَّقْ عَنْهُمَا وَاِنْ کَانَا حَیَّیْنِ لَا یَعْرِفَانِ الْحَق فَدَارِهِمَا فَاِنَّ رَسُولَ اللهِ قَالَ: اِنَّ اللهَ بَعَثَنِی بِالرَّحْمَةِ لَا بِالْعُقُوقِ۔[1]

کیا میں اپنے ان ماں باپ کیلئے دعائیں کروں جو مذہب حقہ کی پیروی کرنے والے اور شیعہ نہ ہوں۔

آپ نے فرمایا (ہاں تب بھی) تو ان کیلئے دعائیں کیا کر اور ان کی طرف سے صدقہ و خیرات بھی دیا کرو، اور اگر وہ دونوں زندہ ہوں اور مذہب حق پر نہ ہوں (تب بھی) ان کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اس لئے کہ جناب رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔

کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے تاکہ میں لوگوں کو صلۂ رحمی کا حکم دوں نہ کہ والدین کی نافرمانی کا۔

۱۔ اصول کافی جلد ۳ صفحہ ۲۳۳

والدین کے حق میں

امام سجاد علیہ السلام کی عظیم دعا

یہ امام زین العابدینؑ کی وہ اہم دعا ہے جو آپ نے والدین کے حق میں کی ہے جو ہمارے لئے درس عمل اور بے حد اہم ہے امام عظیم الٰہی منصب، امامت ولایت پر فائز ہونے کے باوجود ماں باپ کی عظمت کا کس طرح اعتراف کیا ہے، اور کس خلوص دل سے دعا کی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَ اَهْلِ بَيْتِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَاخْصُصْهُمْ بِاَفْضَلِ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَبَرَكَاتِكَ وَسَلَامِكَ وَاخْصُصِ اَللّٰهُمَّ وَالِدَيَّ بِالْكَرَامَةِ لَدَيْكَ وَالصَّلَوَاةِ مِنْكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَلْهِمْنِيْ عِلْمَ مَا يَجِبُ لَهُمَا عَلَيَّ اِلْهَاماً وَاجْمَعْ لِيْ عِلْمَ ذٰلِكَ كُلِّهٖ تَمَاماً ثُمَّ اسْتَعْمِلْنِيْ بِمَا تُلْهِمُنِيْ مِنْهُ وَوَفِّقْنِيْ لِلنُّفُوْذِ فِيْمَا تُبَصِّرُنِيْ مِنْ عِلْمِهٖ حَتّٰى لَا يَفُوْتَنِيْ اِسْتِعْمَالُ شَيْءٍ عَلَّمْتَنِيْهِ وَلَا تَثْقُلَ اَرْكَانِيْ عَنِ الْحُقُوْقِ فِيْمَا اَلْهَمْتَنِيْهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ كَمَا شَرَّفْتَنَا بِهٖ وَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ كَمَا اَوْجَبْتَ لَنَا

الْحَقِّ عَلَى الْخَلْقِ بِسَبَبِهٖ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي اَهَابُهُمَا هَيْبَةَ السُّلْطَانِ الْعَسُوْفِ وَاَبَرُّهُمَا بِرَّ الْاُمِّ الرَّءُوْفِ وَاجْعَلْ طَاعَتِيْ لِوَالِدَيَّ وَبِرِّيْ بِهِمَا اَقَرَّ لِعَيْنِيْ مِنْ رَقْدَةِ الْوَسْنَانِ وَاَثْلَجَ لِصَدْرِيْ مِنْ شَرْبَةِ الظَّمْاٰنِ حَتّٰى اُوْثِرَ عَلٰى هَوَايَ هَوَاهُمَا وَاُقَدِّمَ عَلٰى رِضَايَ رِضَاهُمَا وَاسْتَكْثِرَ بِرَّهُمَا بِيْ وَاِنْ قَلَّ وَاسْتَقِلَّ بِرِّيْ بِهِمَا وَاِنْ كَثُرَ اَللّٰهُمَّ خَفِّضْ لَهُمَا صَوْتِيْ وَاَطِبْ لَهُمَا كَلَامِيْ وَاَلِنْ لَهُمَا عَرِيْكَتِيْ وَاعْطِفْ عَلَيْهِمَا قَلْبِيْ وَصَيِّرْنِيْ بِهِمَا رَفِيْقاً وَعَلَيْهِمَا شَفِيْقاً اَللّٰهُمَّ اشْكُرْ لَهُمَا تَرْبِيَتِيْ وَ اَثِبْهُمَا عَلٰى تَكْرِمَتِيْ وَاحْفَظْ لَهُمَا مَا حَفِظَاهُ مِنِّيْ فِيْ صِغَرِيْ اَللّٰهُمَّ وَمَا مَسَّهُمَا مِنِّيْ مِنْ اَذًى اَوْ خَلَصَ اِلَيْهِمَا عَنِّيْ مِنْ مَكْرُوْهٍ اَوْضَاعَ قِبَلِيْ لَهُمَا مِنْ حَقٍّ فَاجْعَلْهُ حِطَّةً لِذُنُوْبِهِمَا وَعُلُوّاً فِيْ دَرَجَاتِهِمَا وَزِيَادَةً فِيْ حَسَنَاتِهِمَا يَامُبَدِّلَ السَّيِّاٰتِ بِاَضْعَافِهِمَا مِنَ الْحَسَنَاتِ اَللّٰهُمَّ وَمَا تَعَدَّيَا عَلَيَّ فِيْهِ مِنْ قَوْلٍ اَوْ اَسْرَفَا عَلَيَّ فِيْهِ مِنْ فِعْلٍ اَوْ ضَيَّعَاهُ لِيْ مِنْ حَقٍّ اَوْ قَصَّرَا بِيْ عَنْهُ مِنْ وَاجِبٍ فَقَدْ وَهَبْتُهٗ لَهُمَا وَجُدْتُ بِهٖ عَلَيْهِمَا وَرَغِبْتُ اِلَيْكَ فِيْ وَضْعِ تَبِعَتِهٖ عَنْهُمَا فَاِنِّيْ لَا اَتَّهِمُهُمَا عَلٰى نَفْسِيْ وَلَا اَسْتَبْطِئُهُمَا فِيْ بِرِّيْ وَلَا اَكْرَهُ مَا تَوَلَّيَاهُ مِنْ اَمْرِيْ يَا رَبِّ فَهُمَا اَوْجَبُ حَقّاً عَلَيَّ وَاَقْدَمُ اِحْسَاناً اِلَيَّ وَاَعْظَمُ مِنَّةً لَدَيَّ مِنْ اَنْ اُقَاصَّهُمَا بِعَدْلٍ اَوْ اُجَازِيَهُمَا عَلٰى مِثْلٍ اَيْنَ اِذاً يَااِلٰهِيْ طُوْلُ شُغْلِهِمَا بِتَرْبِيَتِيْ وَ اَيْنَ شِدَّةُ تَعَبِهِمَا فِيْ حِرَاسَتِيْ وَاَيْنَ اِقْتَارُهُمَا عَلٰى اَنْفُسِهِمَا لِلتَّوْسِعَةِ عَلَيَّ هَيْهَاتَ مَا يَسْتَوْفِيَانِ مِنِّيْ حَقَّهُمَا وَلَا اُدْرِكُ مَا يَجِبُ عَلَيَّ لَهُمَا وَلَا اَنَا

بِقَاضٍ وَظِيفَةَ خِدْمَتِهِمَا فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَ اَعِنِّيْ يَا خَيْرَ مَنِ اسْتُعِيْنَ بِهٖ وَوَفِّقْنِيْ يَا اَهْدٰى مَنْ رُغِبَ اِلَيْهِ وَلَا تَجْعَلْنِيْ فِيْ اَهْلِ الْعُقُوْقِ لِلْاٰبَآءِ وَالْاُمَّهَاتِ يَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاخْصُصْ اَبَوَيَّ بِاَفْضَلِ مَا خَصَصْتَ بِهٖ اٰبَآءَ عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اُمَّهَاتِهِمْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ لَا تُنْسِنِيْ ذِكْرَهُمَا فِيْ اَدْبَارِ صَلَوَاتِيْ وَفِيْ اِنًا مِنْ اٰنَاءِ لَيْلِيْ وَ فِيْ كُلِّ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ نَهَارِيْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاغْفِرْ لِيْ بِدُعَائِيْ لَهُمَا وَاغْفِرْ لَهُمَا بِبِرِّهِمَا بِيْ مَغْفِرَةً حَتْماً وَارْضَ عَنْهُمَا بِشَفَاعَتِيْ لَهُمَا رِضًى عَزْماً وَبَلِّغْهُمَا بِالْكَرَامَةِ مَوَاطِنَ السَّلَامَةِ اَللّٰهُمَّ وَاِنْ سَبَقَتْ مَغْفِرَتُكَ لَهُمَا فَشَفِّعْهُمَا فِيَّ وَاِنْ سَبَقَتْ مَغْفِرَتُكَ لِيْ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِمَا حَتّٰى نَجْتَمِعَ بِرَافَتِكَ فِيْ دَارِ كَرَامَتِكَ وَمَحَلِّ مَغْفِرَتِكَ وَرَحْمَتِكَ اِنَّكَ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ وَالْمَنِّ الْقَدِيْمِ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ۔[1]

اے اللہ اپنے خاص بندے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پاک پر رحمت نازل فرما اور ان کیلئے درود وسلام اور اپنی رحمت و برکت کو مخصوص فرما، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے معبود تو میرے والدین کو اپنے نزدیک محترم قرار دے۔

اے معبود محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پاک پر رحمت نازل فرما اور جو باتیں والدین کے سلسلے میں میرے لئے لازم وضروری ہیں انہیں میرے دل میں اتار

۱۔ صحیفہ کاملہ دعا ۲۴

دے اور مجھے پوری طرح سے ان تمام باتوں کا علم کرامت فرما اور مجھے ان تمام باتوں پر عمل کرنے پر مستعد (آمادہ) فرما۔

بار الٰہا: مجھے اس بات کی توفیق دے کہ میں تیرے عطا کئے ہوئے علم پر عمل کر سکوں اور جن باتوں کی تو نے ہمیں تعلیم دی ہے اور اس کا بجالانا ہم پر فرض قرار دیا ہے میں ان باتوں پر عمل کروں اور کوئی چیز بھی چھوٹنے نہ پائے والدین کے جو حقوق تو نے انجام دینے کیلئے بتائے ہیں میرے ہاتھ پاؤں اس پر عمل کرنے میں کوتاہی نہ برتیں۔

بار الٰہا: رحمت نازل فرما محمدؐ و آل محمدؐ پر اے معبود جس طرح تو نے ان کے ذریعہ ہمیں شرف بخشا ہے اور انہیں کے وسیلے سے ہمارا حق دوسری مخلوقات پر لازم قرار دیا ہے اے معبود درود بھیج محمدؐ اور ان کی آل پاکؑ پر اے معبود مجھے ایسا بنا دے کہ میں اپنے والدین سے اس طرح ڈروں جیسے کوئی ظالم بادشاہ سے ڈرتا ہے اور میں اس طرح والدین کے ساتھ شفقت (مہربانی و فروتنی) سے پیش آؤں جیسے کہ ماں اپنے بچے پر مہربان رہتی ہے۔ اور ان کی فرمانبرداری اور ان کے ساتھ نیکی کرنے کو میٹھی نیند سے زیادہ سکون پہونچانے والی اور پیاسے کی پیاس بجھنے کی تسکین سے زیادہ سکون عطا کرنے والی قرار دے یہاں تک کہ میں ان کی خواہش کو اپنی خواہش پر ترجیح دوں اور اپنی خوشی پر ان کی خوشی کو مقدم رکھوں اور میرے والدین کے احسانات جو مجھ پر ہوں ان کو میں زیادہ سمجھوں چاہے وہ کم ہی کیوں نہ ہوں اور میں جو ان کے ساتھ نیکی کروں چاہے کتنی ہی زیادہ ہو اسے کم سمجھوں۔

اے معبود میری آواز کو ان کے سامنے نرم کر دے میرے دل کو ان پر مہربان کر دے اور مجھے ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنے والا شفیق قرار دے معبود: میرے والدین کو میری تربیت و پرورش کا صلہ اور میری حفاظت پر اجر وثواب مرحمت فرما ۔اور میری کمسنی میں جن باتوں کا خیال انہوں نے رکھا تو ان کیلئے بھی ان تمام باتوں کا خیال رکھنا۔ بارالٰہا: اگر میری طرف سے انہیں تکلیف پہونچی ہو یا ناپسندیدہ بات مجھ سے واقع ہوگئی ہو یا ان کی حق تلفی ہوگئی ہو تو اسے ان کے گناہوں کا کفارہ ان کے درجات کی بلندی کا سبب اور نیکیوں میں اضافہ کا ذریعہ قرار دے۔اے نیکیوں میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کرنے والے معبود اگر انہوں نے کسی بات میں مجھ پر ظلم کیا ہو یا مجھ پر ان سے کسی طرح کی زیادتی ہوگئی ہو یا میری حق تلفی کی ہو یا میرے لئے جو کچھ کرنا چاہئے تھا اس میں کوتاہی ہوئی ہو تو میں انہیں (بخوبی) بخشتا ہوں اور اس امر کو ان کے حوالے کرتا ہوں اور اس کا بدلہ نہیں چاہتا بلکہ تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ آخرت میں انہیں عذاب نہ دینا اس لئے کہ ان کے سلسلے میں مجھے کوئی بدگمانی بھی نہیں ہے کہ انہوں نے میرے ساتھ برائی کی ہو، اور نہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے میرے ساتھ نیکی کرنے میں تاخیر سے کام لیا ہو اور جو کچھ بھی انہوں نے میرے ساتھ کیا ہے وہ میں پسند کرتا ہوں اے رب کریم وہ مجھ پر بہت حق رکھتے ہیں اور مجھ پر پہلے احسان کر چکے ہیں یہ سب اس سے کہیں زیادہ ہے کہ میں (ان کے احسانات) کا بدلہ دے سکوں یا ویسا ہی احسان کر سکوں۔

اے معبود کہاں بھلا ان کا مسلسل میری پرورش میں مشغول رہنا اور کس قدر میری

حفاظت میں سخت مصیبتیں برداشت کرنا اور مجھے راحت و آرام پہونچانے میں تنگی و پریشانی جھیلنا معبود: مجھ سے یہ ممکن نہیں کہ میں ان کے حقوق کا پورا عوض (بدلہ) دے سکوں اور میں خود بھی ان کے حقوق ادا نہیں کرسکتا ہوں جو مجھ پر واجب ہیں معبود رحمت نازل فرما محمدؐ اوران کی آل پاکؑ پر اے تمام مدد کرنے والوں سے بہتر و برتر میری مدد فرما اور مجھے توفیق دے اے بہتر و زیادہ رہنمائی کرنے والے، قیامت کے دن جہاں ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا مجھے ان لوگوں میں قرار نہ دینا جو والدین کے ذریعہ عاق کئے گئے ہوں پروردگار عالم رحمت نازل فرما محمد و آل محمدؐ اوران کی ذریت پر میرے ماں باپ کو اس سے بڑھ کر جزا دے جو اہل ایمان کے ماں باپ کو تو نے عطا کیا ہے اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے معبود میرے دل میں میرے والدین کی یاد ہر گھڑی دن و رات نمازوں کے بعد برقرار رکھنا تا کہ میں ہر وقت ان کو یاد رکھ سکوں اے معبود رحمت نازل فرما محمدؐ اوران کی آل پاکؑ پر، جو میں ان کیلئے دعائیں کرتا ہوں ان کے بدلے میں تو مجھے بخش دے اور لازمی طور پر میرے ساتھ نیکی کرنے کے بدلے انہیں بخش دے اور میری سفارش کی وجہ سے ان سے راضی و خوشنود ہو جا اور بزرگی و شرف کے ساتھ ان کو سلامتی کی منزل تک پہونچا دے اے خدا اگر تیری بخشش نے ان کی طرف سبقت کی ہو (اور مجھ سے پہلے انہیں بخش دیا ہو) تو ان کو میرا شفیع قرار دے، ان کی سفارش کو میرے حق میں قبول فرما اور اگر تیری معرفت و رحمت میری طرف پہلے متوجہ ہوئی ہو اور تو نے مجھے بخش دیا ہو تو مجھ کو ان کی شفاعت کرنے والا قرار دے تا کہ ہم سب تیری رحمت کی بدولت جنت میں جو بزرگی کا گھر

اور بخشش و رحمت کی جگہ ہے جمع ہو سکیں یقیناً تو بڑا فضل کرنے والا قدیم محسن اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

ہمارے امام ، معصومؑ ہیں تمام تر کوتاہیوں سے دور اور اتنا دور ہیں کہ ان کے بارے میں بلکہ جملہ حضرات معصومینؑ کے سلسلے میں کسی بھی طرح کی کوتاہی اور کمی کا تصور بھی گناہ ہے لیکن جب وہ بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہیں تو انتہائی انکساری و عاجزی کے ساتھ جو ہم گنہگاروں کے لئے درس اور قابل عبرت ہے حضرت کا یہ عمل ہمیں والدین کے حق میں دعا کرنے کا طریقہ و سلیقہ بتاتا ہے تاکہ ہم بھی خدا کی بارگاہ میں اپنے والدین کے حق میں اسی طرح دعائیں کریں۔

خدا کرے دہن معصومؑ سے نکلے ہوئے فقرے ہمارے دل کے تہوں میں اتر جائیں اور ہمیں عمل کی راہ پر گامزن کر دیں۔ آمین

والدین کے حقوق

مرنے کے بعد

ماں باپ کے انتقال کے بعد اولاد کا یہ سوچ کر مطمئن ہو جانا کہ اب تو ہم والدین کے حقوق کی ادائیگی سے آزاد ہو گئے ہیں اب ہم پر ان کا کوئی حق نہیں رہ جاتا یہ بہت بڑی بھول ہے حقیقت تو یہ ہے کہ والدین کے انتقال کے بعد بھی ان کے حقوق ہماری گردنوں پر برقرار رہتے ہیں جس کی ادائیگی کی طرف ہمیں ہر وقت متوجہ ہونا چاہیے ورنہ ہم اپنے خالق کی نظر میں عاق ہیں چاہے ہم نے والدین کی زندگی میں ان کے سارے حقوق ادا ہی کیوں نہ کر دیئے ہوں۔

چنانچہ ہمارے پانچویں امام حضرت محمد باقرؑ نے اپنی ایک حدیث میں اس امر کی بھرپور وضاحت کی ہے آپ نے فرمایا ہے اِنَّ الْعَبْدَ لَيَكُوْنُ بَارًّا بِوَالِدَيْهِ فِي حَيَاتِهِمَا ثُمَّ يَمُوْتَانِ فَلَا يَقْضِي عَنْهُمَا دُيُوْنَهُمَا وَلَا يَسْتَغْفِرُ لَهُمَا فَيَكْتُبُهُ اللهُ عَاقًّا ،وَاِنَّهُ لَيَكُوْنُ عَاقًّا لَّهُمَا فِي حَيَاتِهِمَا غَيْرَ بَارٍّ بِهِمَا فَاِذَا مَاتَا قَضَى دَيْنَهُمَا وَاسْتَغْفَرَ لَهُمَا فَيَكْتُبُهُ اللهُ عَزَّ وَ

جَلَّ بَارًّا ۔[1]

بندہ اگر اپنے والدین کی زندگی میں ان کا مطیع وفرمانبردار ہو مگر مرنے کے بعد (انہیں بھول جائے)ان کے قرض کو ادا نہ کرے ان کیلئے استغفار نہ کرے تو اللہ اسے والدین کے ذریعہ عاق کیا ہوا قرار دیتا ہے(اور اسی طرح)اگر وہ بندہ والدین کی زندگی میں عاق ہو ان کا مطیع وفرمانبردار نہ رہا ہو مگر ان کے مرنے کے بعد ان کے قرض کو ادا کرے اور ان کیلئے اللہ سے طلب مغفرت کرے تو اللہ اس کو نیکوکاروں میں لکھ دیتا ہے۔

۱۔اصول کافی جلد ۳ صفحہ ۲۳۸ باب البر بالوالدین

والدین کے لئے نماز

اولاد کو چاہئے کہ اپنے والدین کیلئے دو رکعت نماز پڑھے اور نیت کرے کہ میں نماز برائے والدین پڑھتا ہوں قربۃً الی اللہ پہلی رکعت میں سورۂ حمد پڑھے

پھر دس مرتبہ پڑھے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابِ۔[۱]

(اے ہمارے پالنے والے جس دن (اعمال کا)

حساب ہونے لگے، مجھ کو اور میرے ماں باپ اور سارے ایمانداروں کو تو بخش دے)

اور دوسری رکعت میں سورۂ حمد پڑھنے کے بعد دس مرتبہ کہے

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔[۲]

(پروردگار مجھکو اور میرے ماں باپ کو اور جو مومن میرے گھر میں آئے ان کو اور تمام ایماندار مردوں اور مومنہ عورتوں کو بخش دے)

اور سلام پڑھنے کے بعد دس مرتبہ کہے

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا۔[۳]

(اے میرے پالنے والے جس طرح ان دونوں نے کمسنی میں میری پرورش کی اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما)۔

۱۔ سورۂ ابراہیم آیت ۴۱

۲۔ سورۂ نوح آیت ۲۸

۳۔ سورۂ بنی اسرائیل آیت ۲۴ (نماز برائے والدین مفاتیح الجنان صفحہ ۲۸۰)

عاقِ والدین

گناہوں کے مضر اثرات الامان الحفیظ، خدائے متعال ہر بندۂ مومن کو گناہوں سے بچنے کی توفیق عنایت فرمائے ان کے مضر اثرات عزت و آبرو، روزی روٹی، صحت و سلامتی سبھی پر پڑتے ہیں مگر ہم ہیں کہ اسے محسوس نہیں کر پاتے۔

ہمارے مولا و آقا حضرت علیؑ نے اپنی دعا میں ہم گناہگاروں کو اس توّاب وغفار کی عظیم بارگاہ میں توبہ کرنے کا طریقہ بتایا ہے اور ہمیں گناہوں کے اقسام اور ان کے مضر اثرات کی طرف توجہ دلائی ہے چنانچہ آپ دعائے خضر میں فرماتے ہیں جسے ہم سب دعائے کمیل کے نام سے جانتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیَ الذُّنُوْبَ الَّتِیْ تَھْتِکُ الْعِصَمَ[۱]۔

اے اللہ میرے ان گناہوں کو بخش دے جو عزت و آبرو پر بٹہ لگا دیتے ہیں

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیَ الذُّنُوْبَ الَّتِیْ تُنْزِلُ النِّقَمَ۔

اے اللہ میرے ان گناہوں کو بخش دے جو نزول عذاب کا سبب بنتے ہیں

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیَ الذُّنُوْبَ الَّتِیْ تُغَیِّرُ النِّعَمَ۔

۱۔ دعائے کمیل

اے اللہ میرے ان گناہوں کو بخش دے جو نعمتوں کو بدل دیتے ہیں.

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تَحْبِسُ الدُّعَآءَ

اے اللہ میرے ان گناہوں کو بخش دے جو دعاؤں کو قبول ہونے سے روک دیتے ہیں

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تَقْطَعُ الرَّجَآءَ

اے اللہ میرے ان گناہوں کو بخش دے جو امیدوں کو پورا نہیں ہونے دیتے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تُنْزِلُ الْبَلَآءَ

اے اللہ میرے ان گناہوں کو بخش دے جو نزول بلا کا سبب بنتے ہیں

مگر ان تمام گناہوں میں عاق والدین وہ گناہ ہے جس کا اثر جسم و روح کے علاوہ نیک اعمال پر بھی پڑتا ہے اور دنیا و آخرت کی زندگیوں پر بھی۔

عاق والدین سے مراد

عاق والدین کے سلسلے میں علامہ محمد باقر مجلسیؒ فرماتے ہیں:

تَرْکُ الْاَدَبِ لَهُمَا وَالْاِتْیَانُ بِمَا یُوْذِیْهِمَا قَوْلاً وَ فِعْلاً وَمُخَالَفَتُهُمَا فِیْ اَغْرَاضِهِمَا الْجَائِزَةِ عَقْلاً وَ نَقْلاً[۱]۔

ماں باپ کا ادب و احترام نہ کرنا اپنے قول وفعل (رفتار و گفتار) سے انہیں اذیت پہونچانا ان کے ان مطالبات کی مخالفت کرنا جن کا پورا کرنا عقلاً و شرعاً جائز ہو۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ اَدْنَی الْعُقُوْقِ اُفٍّ[۲]۔

عاق ہوجانے کے لئے یہی کافی ہے کہ بیٹا والدین کے سامنے اف کہے۔

اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ والدین کو غیظ و غضب کی نگاہ سے دیکھنا بھی عاق ہونے کا سبب بنتا ہے مذکورہ حدیثوں کو دیکھتے ہوئے جس میں اولاد کے عاق ہونے کے درجات بتائے گئے ہیں اور اس میں بھی کم سے کم درجہ کا عاق ماں باپ کے سامنے اف کہنا ہے اس صورت میں اولاد کا عاق جیسے گناہ سے اپنے کو بچانا جہاد اکبر سے کم نہیں اس لئے کہ زندگی میں بعض وقت ایسے حالات پیش آجاتے ہیں جس میں عاق جیسے گناہ سے خود کو بچانا مشکل اور بہت مشکل ہو جاتا ہے لہٰذا اس صورت میں اس گناہ سے بچنے کی

۱۔ گناہان کبیرہ جلد ا صفحہ ۲۷۴

۲۔ اصول کافی جلد ۴ صفحہ ۵۰

ساری ذمہ داری اولاد پر ہی نہیں رہ جاتی بلکہ والدین پر بھی ہے لہٰذا والدین کو بھی چاہئے کہ وہ اولاد کے حقوق کی رعایت کریں اور ان کے ساتھ ایسی روش رکھیں کہ وہ اپنے کو اس گناہ سے بآسانی بچا سکیں مثلاً بے جا ٹوکنا، ہر وقت ان کو سرزنش کرنا، سختی کرنا، جسمانی تکلیفیں پہونچانا، ان چیزوں سے سختی سے پرہیز کریں اس لئے کہ اس صورت میں والدین کے ادب واحترام کا جو جذبہ بچوں کے دلوں میں رہتا ہے وہ نفرت میں بدل جائے گا اور اگر ماں باپ کے ذریعہ اصلاح کا یہی نا مناسب طریقہ کچھ دن برقرار رہا تو عاق جیسے گناہ کا مرتکب ہونا اولاد کیلئے بعید نہیں ہے لہٰذا والدین کو چاہئے کہ اولاد کے حق میں کبھی کبھی چشم پوشی سے بھی کام لیں اور ان کی اصلاح میں وہ موٴثر طریقہ اپنائیں جو ان کو عاق جیسے گناہ کے ارتکاب سے بچائے اور اس سلسلے میں اولاد کے حقوق اور ان کی تربیت کے شرعی اصولوں پر توجہ ضروری ہوگی اس لئے کہ اگر تربیت کے شرعی اصول نہیں اپنائے جائیں گے تو عاق کے علاوہ اور بھی بہت سی سماجی برائیاں پیدا ہو جائیں گی جس کا ناقابل تلافی نقصان خود والدین اور بچے اور معاشرے کو اٹھانا پڑے گا اور آخرت میں عذاب الٰہی کا سبب ہوگا۔

عاقِ والدین

عظیم نعمتوں سے محروم

اس دنیا میں امتحان و آزمائش تو انسان کے خمیر میں ہے کبھی کامیابی تو کبھی ناکامی، کبھی نعمتوں کی فراوانی کبھی تنگی، کبھی صحت کبھی بیماری، کبھی دنیا کی دولت ملی تو کبھی چھنی، یہ امتحان تو مشیت کا حتمی فیصلہ ہے لیکن کبھی کبھی نعمتوں سے محرومی، مقصد میں ناکامی تنگدستی اور بیماری، انسان کی خود اپنی بداعمالیوں کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ جسے وہ سمجھتا نہیں، اور دوسروں کو موردالزام ٹھہراتا ہے کہ کسی نے میرے ساتھ کچھ کر دیا، یا کرا دیا، اے کاش وہ شخص اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا کہ کہیں ایسا تو نہیں یہ سب کچھ میری اپنی بداعمالیوں کا نتیجہ ہو۔ ذیل میں ایک ایسے جوان کا ذکر ہے جو اپنے بداعمالیوں کے باعث بہت سی نعمتوں سے محروم ہو گیا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

مدینہ منورہ میں ایک جوان تھا جو بہت ہی مالدار تھا اس کے ماں باپ دونوں بہت ضعیف تھے یہ جوان دولت مند ہونے کے باوجود انہیں اپنی دولت سے محروم کئے تھا۔

چنانچہ خداوند عالم نے حقوق والدین کی رعایت نہ کرنے کے سبب اس کی ساری دولت چھین لی وہ بیماری اور تنگدستی میں مبتلا ہو گیا۔

اس واقعہ کے پیش نظر ہمارے رسولؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ جو کوئی اپنے ماں باپ کو تکلیف پہونچائے ،ستائے اسے چاہئے کہ وہ اس دولت مند جوان سے عبرت و نصیحت حاصل کرے جس سے دولت اور صحت وسلامتی جیسی عظیم نعمتیں چھین لی گئیں اور گناہوں کے سبب وہ جنت سے محروم ہو گیا اور اب اس کیلئے آخرت میں جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔!

ا۔ سفینۃ البحار جلد ۲ صفحہ ۲۱۳

والدین پر خرچ نہ کرنا

فقیری کا سبب

ہائے کیا زمانہ آ گیا حالات روز بروز بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں ماں باپ کے تئیں اسلامی آداب کا تصور مٹتا جا رہا ہے مغربی تہذیب جوانوں کو ماں باپ سے دور کرتی جا رہی ہے ان کی نگاہوں میں بوڑھے ماں باپ کا وجود ایک بوجھ سا معلوم ہوتا ہے وہ اپنی ضرورتوں کے لئے ایک ایک پیسے کو ترستے ہیں اگر ضرورت پہ منھ کھولتے بھی ہیں تو بے تکا جواب پا جاتے ہیں اور کبھی کبھی تو گستاخیاں اس حد تک بڑھ جاتی ہیں کہ نوجوان جذبات میں آ کر انہیں بے رحمی سے جھڑک دیتے ہیں شاید وہ اس حقیقت کو نہیں جانتے کہ ماں باپ پر خرچ نہ کرنا فقر و فاقہ اور نعمت کے چھن جانے کا سبب ہے ایسے شخص کی دولت جاتے دیر نہیں لگتی، قہر الٰہی اس پر اس طرح ٹوٹ پڑتا ہے کہ اس کی صبح امیری کی حالت میں ہوتی ہے شام فقیری کی تاریکی میں ڈوب جاتی ہے، اس حقیقت کو ذیل کے واقعہ میں پڑھئے جس کا خلاصہ پیش ہے۔

ایک بوڑھا باپ اپنے جوان بیٹے کو لے کر پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں آیا۔

اور رو کر کہنے لگا اے خدا کے رسولؐ یہ میرا بیٹا ہے۔

میں نے اسے پالا پوسا پروان چڑھایا اپنے خون پسینے کی کمائی اس پر خرچ کی

اور اب میں بوڑھا اور تنگ دست ہو گیا ہوں تو یہ گیہوں، جو، خرمہ، منقہ، سونے چاندی کے ڈھیر رکھتے ہوئے بھی مجھے کچھ نہیں دیتا۔

حضرتؐ نے اس کے بیٹے کی طرف نگاہ کی اور کہا کہ تم کیا کہتے ہو؟

اس نے کہا۔۔۔۔۔۔

اے خدا کے رسولؐ میں اپنے اور اپنے اہل وعیال کے خرچ سے زیادہ نہیں رکھتا۔

حضرتؐ نے فرمایا سنو:

میں اس مہینہ اس کا خرچہ دے دیتا ہوں مگر آئندہ تم دینا۔

یہ کہکر آپؐ نے اُسامہ کو بلایا اور فرمایا اس شخص کو سو درہم دے دو تا کہ وہ اس مہینہ اپنے ضروریات میں خرچ کر سکے۔ وہ درہم لے کر چلا گیا اور جیسے ہی دوسرا مہینہ شروع ہوا۔

پھر یہ بوڑھا اپنے اسی بیٹے کو لے کر پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

اور کہا اے خدا کے رسولؐ یہ آپ کے حکم کے باوجود مجھے خرچ نہیں دیتا۔

لڑکے نے پھر کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے۔

حضرتؐ نے فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو تمہارے پاس سب کچھ ہے۔

مگر اب سنو آج جب شام ہو گی تو تم اپنے باپ سے کہیں زیادہ فقیر ہو گے۔

نبی صادقؐ نے جو کچھ کہا وہ ہو کر رہا وہ جیسے ہی نبیؐ کے پاس سے اٹھ کر اپنے گھر پہنچا ویسے ہی اس کے پڑوسی اس کے پاس آئے اور کہنے لگے تمہارے گودام سے بدبو

اٹھ رہی ہے اس میں جو کچھ ہے اسے ابھی پھکواؤ ورنہ لوگ اس کے تعفن سے مر جائیں گے یہ سنتے ہی وہ گودام کی طرف بڑھا جیسے ہی دروازہ کھولا کیا دیکھتا ہے کہ گیہوں، منقے سب سڑ گئے ہیں اور بدبو کا عالم یہ ہے کہ سانس لینا مشکل ہے پڑوسیوں نے اسے مجبور کیا کہ وہ ابھی مزدور رکھ کر اسے مدینہ سے باہر پھینکوا دے مزدور بلائے گئے انہوں نے معمول سے زیادہ مزدوری مانگی اور مدینہ سے باہر پھینکا اب جب مزدوری دینے کی باری آئی تو وہ درہم و دینار کی تھیلیوں تک آیا دیکھا وہ سب پتھر ہو گئے ہیں نتیجہ یہ ہوا کہ مزدوری دینے کے لئے گھر، گھر کا سارا سامان اور لباس تک بک گیا تب جا کر کہیں اس نے مزدوروں کی مزدوری ادا کی، شام ہوتے ہوتے وہ مدینہ میں سب سے زیادہ فقیر ہو گیا آخر صدمہ سے بیمار ہو گیا پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا جو لوگ اپنے ماں باپ کے عاق ہوں وہ اس جوان سے عبرت حاصل کریں[۱]

سچ ہے ماں باپ اولاد کے وجود کا ذریعہ اور ان کے ایسے مربی ہیں جو انتہائی فراخ دلی سے اپنی اولاد کی دیکھ ریکھ اور تعلیم و تربیت میں سب کچھ لٹا دیتے ہیں اور ان کی زندگی کی آرزو رکھتے ہوئے ان کی پرورش کرتے ہیں، سچ بتایئے کیا مشیت کو گوارہ ہوگا کہ اولاد ماں باپ کی ضعیفی میں انھیں اخراجات سے محروم رکھے اور ان کی دیکھ ریکھ میں کوتاہی برتے۔ کبھی نہیں، ایسی اولاد کو خدائے قہاّر کے قہر سے ڈرنا چاہیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بلائے ناگہانی آجائے اور زندگی کا سرمایا ہاتھوں سے جاتا رہے۔

۱۔ ثمرات الحیات جلد ا صفحہ ۳۶

عاق والدین
کی
نماز قبول نہیں

عاق جیسے گناہ کے مضر اثرات صرف ہماری زندگی پر ہی نہیں پڑتے بلکہ ہماری عبادتوں کو بھی متاثر کرتے ہیں اور انھیں قبولیت سے روک دیتے ہیں اور ہم اس خوش فہمی میں رہتے ہیں ہم تو اس معبود کی عبادتیں کرتے ہیں۔

چنانچہ امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے آپ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ نَظَرَ اِلٰی اَبَوَیْہِ نَظَرَ مَاقِتٍ وَھُمَا ظَالِمَانِ لَہٗ لَمْ یَقْبَلِ اللّٰہُ لَہٗ صَلٰوۃً[1]۔

جو شخص اپنے ماں باپ کو غیظ و غضب کی نگاہ سے دیکھے جب کہ انہوں نے اولاد کے حق میں ظلم بھی کئے ہوں پھر بھی خدا اس کی نماز قبول نہیں کرے گا۔

۱۔ اصول کافی جلد ۴ صفحہ ۵۰

ہیبت ناک شکلیں

ہم یہ سوچ بھی نہیں سکتے کیا ایسا بھی ہوسکتا ہے؟ مگر نہیں وہ سب کچھ ہوسکتا ہے جس کا ہم خاکی بشر تصور بھی نہیں کر سکتے جانکنی کے وقت ماں باپ کی خوشی یا ناخوشی سے مرتب ہونے والے اثرات کس شکل وصورت میں ہمارے سامنے آئیں گے وہ ذیل میں دیئے ہوئے واقعہ کے آئینے میں دیکھئے۔

نبی رحمت حضرت محمد مصطفیؐ ایک جوان کے پاس تشریف لے گئے جب وہ اپنی زندگی کی آخری سانسیں لے رہا تھا۔

پیغمبر اسلامؐ نے اس جوان سے پوچھا۔

تیرا کیا حال ہے؟

اور اس وقت تو کیا دیکھ رہا ہے؟

اس نے عرض کیا اے خدا کے رسولؐ میری نگاہوں کے سامنے دو سیاہ اور ہیبت ناک شکلیں ہیں جن سے میں بہت ڈرا اور سہما ہوا ہوں

پیغمبرؐ اسلام نے لوگوں سے پوچھا کیا اس جوان کی ماں زندہ ہے؟

لوگوں نے کہا۔۔۔۔ ہاں، اے خدا کے رسولؐ۔

آپ نے حکم دیا اسے بلایا جائے ماں بلائی گئی۔

پیغمبرؐ اسلام نے اس سے پوچھا (سچ) بتا کیا تو اپنے بیٹے سے ناراض ہے۔

اس نے کہا۔۔۔۔۔۔ہاں۔اے خدا کے رسولؐ۔

یہ سن کر رسولؐ کریم نے اس سے سفارش کی کہ تو اس وقت اپنے بیٹے سے راضی ہو جا جب وہ راضی ہوئی تو جوان پر غشی طاری ہوئی اب جو اسے افاقہ ہوا۔تو پیغمبر اسلامؐ نے پھر اس سے پوچھا اے جوان بتا اب تو کیا دیکھ رہا ہے؟

وہ جوان بولا اے خدا کے رسولؐ وہ سیاہ اور ہیبت ناک شکلیں میری نظروں سے غائب ہو گئیں اور اب دو حسین شکلیں میرے سامنے ہیں جنھیں دیکھ کر مجھے خوشی حاصل ہو رہی ہے اس کے تھوڑی ہی دیر بعد اس کا انتقال ہو گیا[1]۔

اس عبرت ناک واقعہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ماں کی ناراضگی قبض روح میں بھی اذیت کا سبب بنتی ہے کاش ہماری نگاہوں سے دنیا کے پردے ہٹ جاتے اور ہم ان حقائق کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے یا پھر اس روح فرسا منظر کو اپنی نگاہوں میں مجسم کر کے اس سے درس حاصل کرتے۔

حدیث میں ہے پیغمبر اسلامؐ کے زمانے میں ایک شخص کا انتقال ہو گیا جب لوگوں نے اسے دفن کیا تو زمین نے قبول نہیں کیا اور باہر پھینک دیا علم خدا داد کی روشنی میں پیغمبر اسلامؐ نے لوگوں سے کہا چونکہ اس مرنے والے کی ماں اس سے ناراض ہے اس لئے زمین نے اس کی میت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا جب ماں اس سے راضی ہوئی تو

---

[1] انوار نعمانیہ جلد ۳ صفحہ ۸۵

زمین نے اس کی میت کو قبول کیا[1]۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ۔

اے صاحبان بصیرت عبرت حاصل کرو۔

یہ وہ حقائق ہیں جنھیں ہماری نگاہیں درک نہیں کرتیں لیکن معصومین علیہم السلام کی نگاہیں صرف درک ہی نہیں بلکہ ان حقائق کا مشاہدہ بھی کرتی ہیں اور وہ ہمیں بھی ان حقائق کی جانب متوجہ کرتے ہیں تا کہ ہم اپنے اعمال و کردار کی خبر لیں اور دنیا و آخرت میں ہونے والے اس کے مضر اثرات کا اندازہ لگائیں۔

---

[1] انوار نعمانیہ جلد ۳ صفحہ ۸۵۶

سوزش آہ سے بچئے

دل سے نکلی ہوئی سوزشِ آہ سے خدا کی پناہ، یہ زندگی کے ہرے بھرے درخت کو جھلسا کے رکھ دیتی ہے، کسی کو ستانے سے لِلّٰہ بچیئے، کسی بھی ستم دیدہ کی سوزشِ آہ سے اپنے کو بچایئے، بالخصوص اس باپ کی آہ سے جو ہمارے جسمانی وجود کا سبب ہے اس لئے کہ اس کی سوزشِ آہ اولاد کو زندہ در گور کردیتی ہے اس حقیقت کی دردناک کہانی امام حسینؑ کی زبانی سنئے اور ایک بوڑھے باپ کے دل سے نکلی ہوئی سوزشِ آہ کے اثر کو دل سے محسوس کیجئے۔

امام حسینؑ فرماتے ہیں ایک رات میں اپنے بابا حضرت علی مرتضیٰؑ کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کرر ہا تھا کہ اچانک ہمارے کانوں میں کسی کے رونے کی دل سوز آواز آئی کہ کوئی شخص بارگاہ الٰہی میں رو رو کر دعائیں کرر رہا ہے۔

میرے بابا نے مجھ سے پوچھا اے بیٹا کیا تم بھی یہ پر درد آواز سن رہے ہو۔

میں نے کہا۔۔۔۔۔ہاں۔

تب میرے بابا نے فرمایا اے بیٹا جاؤ اور اس شخص کو میرے پاس لے آؤ۔

امام حسینؑ فرماتے ہیں میں اس جوان کے پاس گیا اور اسے لیکر بابا کی خدمت

میں حاضر ہوا۔

میرے بابا نے اس سے پوچھا اے جوان بتا تو کون ہے؟

اس نے کہا کہ مولا میں عرب ہوں۔

پھر پوچھا تیرا یہ دل سوز گریہ کیوں ہے؟

اس نے اپنی آپ بیتی کچھ اس طرح بیان کرنا شروع کیا۔

مولا گناہ نے میری کمر اس طرح توڑ دی ہے کہ میری صحت وتندرستی جاتی رہی۔

امامؑ نے پوچھا تیرا واقعہ کیا ہے؟

وہ اپنی پر درد کہانی اس طرح سنانے لگا مولا میرا باپ بہت ضعیف تھا وہ مجھ پر بڑا شفیق ومہربان تھا میں شب وروز بیہودہ اور برے کاموں میں مشغول رہتا تھا میرا باپ انتہائی شفقت ومحبت سے مجھے نصیحتیں کرتا تھا میں اسے اَن سنی کر دیتا تھا اور یہی نہیں بلکہ بعض وقت اسے اذیتیں بھی دیتا تھا کچھ کہتا تو اسے گالیاں بھی دیتا تھا، ایک بار مجھے یہ معلوم ہوا کہ میرے باپ کے پاس ایک صندوق ہے جس میں کچھ رقم ہے میں نے اسے لینا چاہا میرے بوڑھے باپ نے مجھے بہت روکا لیکن میں نے اس کی ایک نہ سنی اور اپنی پوری طاقت سے اس کے بازو کو پکڑ کر اسے زمین پر دے مارا بوڑھے باپ نے ہر چند اٹھنے کی کوشش کی مگر وہ درد کی شدت سے نہ اٹھ سکا، میں نے بڑے اطمینان سے صندوق

سے رقم نکالی اور چلتا بنا اس وقت میرا باپ دل برداشتہ ہوکر بولا سنو میں خانہ کعبہ جا کر تیرے لئے بددعا کروں گا اس کے بعد اس نے چند دن روزہ رکھے نمازیں پڑھیں۔

زادراہ کا انتظام کیا اور مکہ پہنچ گیا اور خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر اس نے میرے لئے انتہائی کرب کے ساتھ بددعا کی میں اس وقت وہیں موجود تھا خدا کی قسم ابھی میرے باپ کی بددعا تمام بھی نہ ہونے پائی تھی کہ یکبارگی میرے بدن کا ایک حصہ پوری طرح شل ہوگیا اور میری صحت وتندرستی جاتی رہی یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی قمیص اٹھائی اور اپنے بدن کا وہ حصہ دکھایا جو لکڑی کی طرح خشک ہو چکا تھا جو کسی بھی طرح حرکت کے قابل نہ تھا۔

جوان کہتا ہے کہ مولا مجھے اپنی حرکتوں پر بڑی ندامت ہے میں اپنے فعل پر بے حد شرمندہ ہوں میں نے اپنے باپ سے بارہا معافی مانگی مگر انھوں نے مجھے معاف نہ کیا اور گھر واپس چلا گیا اس طرح تین سال کا عرصہ گزر گیا میں اسی دردوکرب کے عالم میں زندگی بسر کررہا ہوں اس کے بعد میں برابر اپنے باپ سے معافی مانگتا رہا مگر وہ کسی بھی طرح مجھے معاف کرنے پر آمادہ نہ ہوا آخر تین سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد ان کا دل میرے لئے کچھ نرم ہوا تو میں نے ان سے پھر درخواست کی کہ وہ پھر خانہ کعبہ جا کر میرے لئے اسی جگہ پر دعا کریں جہاں انھوں نے بددعا کی تھی ممکن ہے کہ غفور الرحیم میری خطاؤں کو

معاف کردے میرے باپ نے میری درخواست قبول تو کر لی اور ہم مکہ کیلئے روانہ بھی ہو گئے۔ مگر اثناء سفر، رات کی تاریکی میں اچانک ایک پرندے نے پرواز کی جس کی پرواز سے میرے باپ کا اونٹ بھڑکا اور وہ تیزی سے صحرا میں دوڑنے لگا میرا باپ اونٹ پر سنبھل نہ سکا اور زمین پر آ گیا اور آتے ہی جاں بحق ہو گیا میں نے اپنے باپ کو اپنے ہاتھوں سے وہیں دفن کیا اور اکیلا خانہ کعبہ آ گیا اور اپنے گناہوں کی خدائے غفار سے معافی مانگ رہا ہوں، مولا مشکل کشاؑ نے اس کی پُر درد کہانی سننے کے بعد اسے ایک دعا بتائی جسے دعائے مشلول کہتے ہیں اس جوان نے سوز دل سے وہ دعا پڑھی جس کی برکت سے اسے شفا ملی[۱]۔

ہمیں بھی بخشش گناہ کے لئے مولائے کائنات کی بتائی ہوئی اس دعا کو باطہارت پڑھنا چاہیئے۔

مذکورہ واقعہ کو نظر میں رکھتے ہوئے اولاد کو چاہیئے کہ ماں باپ کی مشفقانہ نصیحتوں کو غور سے سنے اور اس پر عمل کرے اور ایسا کام کرنے سے بچے جوان کی تکلیف کا سبب ہو اور نہ ہی وہ کام کرے جوان کی رسوائی کا باعث ہو ورنہ ممکن ہے کہ ماں باپ کے دل سے نکلی ہوئی آہ اس کی زندگی کے تناور وشاداب درخت کو جلا دے۔

آج معاشرے میں ایسے دردناک مناظر دیکھنے میں آتے ہیں جن سے روح

---

۱ ا۔ بحار الانوار جلد ۴۱ صفحہ ۲۲۷

کانپ جاتی ہے جوان بے خوف و بے تکان محبت والدین کی کمزوری کے سبب ان پر جری ہو جاتے ہیں اور اپنے چھوٹے چھوٹے مطالبات کیلئے جوان کیلئے نقصان دہ ہوتے ہیں انھیں جھڑک دیتے ہیں اور اپنے کٹنے مرنے کی انہیں دھمکی دیتے ہیں اور کبھی کبھی تو گستاخی اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ ہاتھ تک اٹھا دیتے ہیں۔

خدا کی پناہ۔۔۔ایسی ناعاقبت اندیش اولاد کو اس عبرت ناک واقعہ سے سبق لیکر خدائے قہار کے عتاب سے ڈرنا چاہیئے اور ماں باپ کو کمزور نہیں سمجھنا چاہیئے اس لئے کہ رب ذوالجلال والدین کے پرُعظمت مرتبہ کی اہانت برداشت نہیں کرتا۔

تمام شد